ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

تاریخہائے اشاعت
۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

...جو ہر حال میں
...جائے گی!

غیر مذاہب
اور
غیر مستطیع احباب سے } ...

نمبر ۱۲ | قادیان دار الامان | مورخہ ۷ - اپریل سنہ ۱۹۱۱ء مطابق ۲۶ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۹ھ | جلد ۱۵

سالانہ جلسہ کے مفصل حالات

امسال سالانہ جلسہ جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے بعض وجوہات کی بنا پر ہمارے ایام تعطیلات کرسمس تعطیلات ایسٹر پر ملتوی کر دیا گیا تہا۔ کرسمس کی تعطیلات میں بہی لاہور میں ایک عظیم الشان جلسہ لاہور میں مسیحی لیکچروں کے جواب میں اسلامی لیکچروں کے سلسلہ کا ہوا تہا۔ اور سلسلہ کے باہمت نوجوانوں کی ... سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالی کے ارشاد کے ماتحت یکم جنوری سنہ ۱۹۱۱ء تک متواتر سلسلہ جاری رہا بہرحال سالانہ جلسہ ایسٹر کی تعطیلات پر ملتوی ہوا۔ اور معمول کے موافق پہلا کام

کرایہ ریلوے میں رعایت

کی درخواست تہی افسران ریلوے نے گو رعایت کا دینا منظور کیا مگر یہ رعایت اس مرتبہ بجائے نصف کے کم تہی یعنی ڈیوڑھا کرایہ دیکر دونوں طرف کا سفر ہو سکتا تہا اور اس میں بہی سو میل کی شرط تہی اور اس طرح جبکہ کرایہ ریلوے میں باوجودیکہ بہت ہی کم رعایت کی گئی تاہم ہم اس احسان کیلئے بہی افسران ریلوے کے شکرگزار ہیں۔

بعض سٹیشنوں پر ہمارے مہمانوں اور دوستوں کو بعض مشکلات بہی پیش آئیں خصوصاً ریلوے سٹیشن امرتسر کی شکایتیں کثرت سے مجہو ملی ہیں اس کے متعلق الگ میں افسران ریلوے کو توجہ دلاؤنگا۔ سردست مجہے یہ ظاہر کرنا ہے کہ اس کمی رعایت کا کوئی نمایاں اثر ہمارے احباب اور دوستوں پر اس حیثیت سے نہیں پڑا کہ

وہ کم آویں

اگرچہ موسم کے لحاظ سے جبکہ بعض مقامات پر طاعون پہوٹ نکلا ہے۔ اور خاص قادیان میں بہی بعض وارداتیں ہو چکی ہیں ممکن تہا کہ اس جلسہ پہ آنیوالوں کی تعداد میں کمی رہتی مگر خدا کا شکر ہے کہ

ان باتوں کا اثر مجمع پر نہیں پڑا

اور جبکہ سال گذشتہ کے جلسہ پر کثرت سے شامل ہونیوالے احباب کیوجہ ہمارے مخالفوں نے صرف یہ قرار دی تہی کہ یہ اجتماع آخری مرتبہ ہوا ہے

اب نہیں یہ دیکہکر شرمندہ ہونا پڑیگا۔ کہ اس قوم کو جذب کرنیوالی قوت اور طاقت ایسی ہے۔ کہ اس پر کسی اور قوت کا اثر نہیں پڑ سکتا۔ اور محض اخلاص ہے جو انہیں کہینچے لیئے آتا ہے۔ اور خدا کی رضاجوئی ہے جو

زبردست کشش ہے

قادیان جیسے گاؤں میں ہزاروں انسانوں کا مجمع ایسے وقت میں عجیب حیرت انگیز امر ہے۔ اور ہمیشہ اس

یاتون من کل فج عمیق

کی پیشگوئی کو یاد دلاتا ہے۔ قادیان میں طاعون کی بعض وارداتوں کا شروع مارچ میں ہو جانا خوف دلاتا تہا۔ کہ کہیں جلسہ کو ملتوی نہ کرنا پڑے حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور جب واقعات پیش کیئے گئے۔ تو آپ نے

دعا کا وعدہ فرمایا

اور بعد دو روز دعا کرنے کے جلسہ کے التوا یا عدم التوا کے متعلق فیصلہ کرنیکا حکم دیا اور بالآخر آپ نے جلسہ کا ہو جانا ہی ضروری سمجہا مگر یہ سنہ کیا کہ یہاں باہر خیموں میں اتریں اور رات کو

لازماً وہان رہیں ہان جلسہ شہر مین ہو۔

شہر مین ہمارے لیئے جلسہ کا انتظام بہت آسان ہوتا تہا۔ کیونکہ مدرسہ اور بورڈنگ کے مکانات مہمانون کی فرودگاہ کے لیئے موجود ہوتے۔ پہر کچہہ اور مکانات کا انتظام کردیا جاتا لیکن اس حکم کے ماتحت

فرودگاہ کا انتظام باہر کیا گیا

اور اس قدر عجلت مین جس خوبی سے انتظام کیا گیا وہ نہایت اطمینان بخش ہے۔ یہ فرودگاہ مدرسہ کی نئی زمین مین بنایا گیا جہان بیسیون خیمے اور چہولداریان اور عارضی شیڈ بنائے گئے تھے۔

احمدی کیمپ کا نظارہ نہایت موثر اور دلکش تہا ہزارہا انسان جن مین اکثر بڑے بڑے معزز اور عہدہ دار تہے زمین کے فرش پر پڑے ہوئے تہے وہ کیا بات تہی جسنے یہ جوش پیدا کر دیا ہے کہ آرام و راحت کو قربان کرکے اس طرح جنگل مین پڑے ہین۔

یہ صرف اخلاص ہے

بہرحال مدرسہ کی زمین مین احمدی کیمپ لگایا گیا۔ انتظام نہایت وسیع پیمانہ پر کیا گیا تہا اور حتی الوسع مہمانون کی آسایش کے مقابلہ مین خرچ کی کوئی پروانہ کی گئی خدا کا شکر ہے کہ اس مین

کامیابی ہوئی

مدرسہ کے اساتذہ اور بورڈرون اور صدر انجمن کے ملازمین نے جس محنت اور مستعدی سے اس خدمت کو سرانجام دیا ہے۔

وہ نہایت قابل قدر ہے۔

مین اس موقعہ پر اپنے مخلص اور مکرم مخدوم اکبر شاہ خانصاحب سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس کا ذکر کرنا نہایت ضروری سمجہتا ہون جو نہایت اخلاص کیساتہہ اپنے بورڈرون اور بچون کو لیکر رات کے بارہ بارہ بجے تک کام کرتے رہے ایسا ہی بعض دوسرے دوست منشی برکت علی اور ماسٹر عبدالعزیز وغیرہ بہی پوری تندہی سے مصروف بکار رہتے۔

باہر سے آنیوالے احباب مین سے مولوی عمرالدین صاحب مدرس صیح اور مستری محمد موسیٰ لاہوری خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہین کیونکہ اس مرتبہ کہانے کے متعلق کل انتظام انکے ہی سپرد کیا گیا تہا۔ اور نہایت اطمینان سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ اس کام کو انہون نے بڑی ہی خوبی اور کمال عمدگی کیساتہہ نبہایا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے افسوس ہے مین نام بنام اپنے مخلص احباب کا ذکر نہین کرسکتا۔ جنہون نے اس موقعہ پر اپنی خدمات سے جلسہ مین مدد دی اور سچ تو یہ ہے کہ وہ محض اخلاص اور صدق سے اس کام کو کرتے رہے ہین نہ کہ کسی شکریہ اور تعریف کے لیئے۔ اب مجہے اس لمبے سلسلہ سے نکلکر جلسہ کی عملی کارروائی کا ذکر کرنا چاہیئے۔ جلسہ کی کارروائی جمعہ کی نماز سے شروع ہونی قرار پائی تہی۔

جمعہ ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

جمعہ کے لئے جامع مسجد مین حسب معمول انتظام کیا گیا تہا مگر اسی اثنا مین آدمیون کی کثرت نے باہر نماز کا انتظام کرنیکا مشورہ دیا اور حضرت نے حکم دیا کہ

مسجد یا بوہڑ کے نیچے ہو

اس سے یہ سمجہہ لیا گیا کہ گرونڈ مین جو بوہڑ کا درخت ہے جو مسجد النور کے سامنے ہے وہان انتظام ہوگا لوگ مسجد جامع مین ۱۰ بجے سے جمع تہے یہ سنکر بہاگے ہوئے باہر چلے گئے یہ نظارہ بہی قابل دید تہا اور ایک دل کو متحرک کئے بغیر نہ رہ سکتا تہا۔ لوگ باہر پہونچ گئے لیکن جب

حضرت خلیفۃ المسیح باہر تشریف لائے

اور آپنے دریافت کیا کہ جمعہ کہان ہوگا۔ اسپر عرض کیا گیا کہ حضور کے حکم کے ماتحت باہر ہوگا اسپر فرمایا مینے یہ نہین کہا تہا بلکہ وہ بوہڑ جو مدرسہ کے قریب ہے۔ مین باہر نہین جاسکتا (اگر چلا جاؤن) تو تین دن بیمار ہوجاتا ہون پس ۱۱ آدمی ملکر مشورہ کرو مین پسند کرتا ہون کہ جامع مسجد مین ہو۔ وہان نہو سکے تو اس بوہڑ کے نیچے بہرحال فوراً باہر جاکر مشورہ کیا اور احباب نے بعد مشورہ فیصلہ کیا کہ

جامع مسجد ہی میں ہو کیونکہ حضرت یہی پسند فرماتے تہے

حضرت کے اس فعل سے جو عظیم الشان سبق ہمین ملتا ہے وہ

شاورہم فی الامر

کی اہمیت ہے۔ مین نے دیکہا ہے کہ معمولی امور مین بہی جب حضرت سے دریافت کیا گیا تو آپنے جہٹ مشورہ کرنیکا حکم دیا ہے حضرت حکم دیسکتے تہے کہ فلان جگہ کرو مگر آپنے مشورہ کو پسند فرمایا بہرحال جب باہر جمع شدہ جماعت کو یہ حکم سنایا گیا تو وہ بے اختیار ہوکر

شہر کو دوڑ پڑے

کہ سب سے پہلے جگہ ملجاوے یہ نظارہ بہت ہی موثر تہا۔ اور اس سے اس

جوش اور اخلاص

کا پتہ ملتا تہا۔ جو جماعت کو اپنے امام سے ہے۔ اور شوکت اسلام ظاہر ہوتی تہی۔ تہوڑی ہی دیر مین مسجد اس کی چہتیں اور اردگرد کے تمام مکانات کی چہتیں پر ہو گئی تہیں مسجد مین باوجودیکہ وہ بہت وسیع ہوچکی تہی۔ قطعاً گنجایش بیٹہنے کی بہی نہ تہی۔ اس حالت کو دیکہکر

حضرت خلیفۃ المسیح کی قبولیت عامہ

کا کسی قدر اندازہ ہوسکتا تہا۔ آخر حضرت تشریف لائے اور جوش سے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ مسجد کا صحن طے کرکے منبر تک پہونچنا بہت جلد زینہ کا راستہ نہین گو حضرت کو یہ مسافت قریباً ۱۵ منٹ مین طے کرنی پڑی وہ بہی ہٹو بیٹہو راستہ دو کی آوازین لوگ دے رہے تہے۔ حضرت ایک خاص شان کیساتہہ جو عبودیت اور امن کیساتہہ خلافت کے رنگ مین ڈوبی ہوئی اور اپنے محبوب آقا مین گمشدگی کی شان تہی آتے تہے۔ آپ منبر کے پاس پہونچکر کثرت مخلوق کی اسقدر تہی کہ وہان آواز کا پہونچنا مشکل امر تہا حضرت نے آخر تجویز کیا کہ دو تین بلند آواز آدمی کہڑے ہوجائیں مین جو کچہہ کہون وہ کہتے جائیں تاکہ

سب سن لین

اس سلسلہ کے یوم اول سے لیکر آج پہلا دن تہا جو خطبہ اس طرح پہونچایا گیا اس مقصد کے لیئے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور میر ناصر نواب صاحب اور مولوی مبارک علی صاحب کو مقرر کیا گیا اور حضرت نے خطبہ شروع فرمایا مگر چند ہی منٹ کے بعد ضرورت محسوس ہوئی کہ اصل مقصد پورا نہین ہوتا اسلیئے

خاکسار ایڈیٹر الحکم

نے تحریک کی تہی (جو اسوقت اسکا فرض ہی کام تہا) حضرت کے

مشارکو پوراکرنیکا تہیہ کیا اور حضرت امام کی

زبان اپنے منہ مین لیکر بولا

اوراس فرض کو ادا کیا آخر مین پہرڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اس کے شریک ہوئے۔ اور خدا کے فضل سے ایک ہی نام کے اور ایک ہی باپ کے دو بیٹوں کو یہ فخر حاصل ہوا۔

کہ وہ زبان امام کا کام دیتے رہے

جمعہ کا خطبہ اپنی اہمیت اور شان کے لحاظ سے نہایت عظیم الشان اور ضروری ہے۔ اس مین حضرت نے جس جرأت اور قوت اور شوکت الفاظ کیساتھہ

تبلیغ کی ہے

مین اپنے الفاظ یہ کہتا ہون کہ اس رنگ کو مین الفاظ مین ادا نہین کر سکتا۔ حضرت کے چہرے کی کچھہ اور ہی حالت تہی جیسے کوئی شخص فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ اور ایک بیخودگی اور جوش اس پر طاری تہا ایسی صورت تہی میں اس خطبہ کو دوسری جگہ درج کرتا ہون اور

سلسلہ کے مخالف علماء

کو خدا کا واسطہ دیکر کہتا ہون کہ وہ اسکو پڑہین اور پہر سوچ اور خدا کے حضور کھڑے ہونیکا خیال کرکے بتا دین کہ

کیا ہم کافر ہین ان کے عقاید مین

سلسلہ کے پرانے اور سخت مخالف مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کی خدمت مین خصوصاً عرض ہے کہ یہ اعلان عقاید کا ہزارون انسانون کے سامنے جس شان سے کیا گیا ہے۔ وہ ان کے لیئے خاص توجہ چاہتا ہے۔ وہ خدا کے لئے سوچین اور اگر ان عقاید کے رکہتے ہوئے بہی وہ ہمین کافر کہنے کی جرأت کرین تو پہر

انا للہ وانا الیہ راجعون

"جلسہ کی کارروائی"

(۲۴ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء)

آج بہت سے احباب قادیان مین پہونچ چکے تہے بعد نماز ظہر سادہ سنگت کا جلسہ جامع مسجد مین ہوا۔

سادہ سنگت کے معروف کرانے کی ناظرین الحکم سے ضرورت نہین کیونکہ ایک سے زیادہ مرتبہ اسکا ذکر الحکم کے کالمون مین ہو چکا ہے۔ سب سے اول میان عبد الباسط طالبعلم مدرسہ تعلیم الاسلام نے یہ نظم پڑہی

جمال و حسن قرآن نور جان ہر مسلمان ہے
قمر ہے چاند اورون کا ہمارا چاند قرآن ہے

اس نظم کو میان عبد الباسط صاحب نے نہایت عمدگی جوش اور دلبری سے پڑہا۔ اس نظم سے متاثر ہو کر حاجی عمر ڈار صاحب نے ایک روپیہ انعام دیا اس کے بعد

ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب کی تقریر

اعراض و مقاصد پر ہوئی سادہ سنگت کی غرض یہ ہے کہ ہم مین سے ہر ایک شخص اس سچائی کو جو اسنے قبول کی ہے دوسرے لوگون تک پہونچائے

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ اما بعد واضح ہو کہ ہر ایک کام جو کیا جاتا ہے اس مین ایک حصہ تو شیطانی ہوتا ہے اور ایک رحمانی ہوتا ہے لیکن جو کام محض رضاء الٰہی کیلیئے کیا جاتا ہے۔ وہ کام سراسر رحمانی ہوتا ہے جس کی خدا خود قدر کرتا ہے اور جس کام میں کوئی ظاہری یا مخفی ریا اور نمود ملحوظ خاطر ہوتی ہے۔ وہ شیطانی کام ہوتا ہے جسکا اجر خدا سے نہیں مل سکتا۔ لیکن جو کچھہ ہم کرین خدا کیلئے کرین اور کوئی نہان در نہان ناموری اور شہرت کی خواہش ہمارے دل مین ہرگز نہو (خدا کرے کہ ایسا ہی ہو)

جاننا چاہیئے کہ ہم لوگون نے یہان ایک انجمن موسوم بہ سادہ سنگت کچھہ عرصہ سے قایم کی ہوئی ہے۔ جس کے مربی اور سرپرست حضرت خلیفۃ المسیح ہین اور اس کے ممبرون کے فرایض یہ ہین کہ ہم تحریراً تقریراً اور ٹریکٹ سیریز کے ذریعہ سے تبلیغ کرین۔ کچھہ ٹریکٹ تو پہلے سکھہ صاحبان کو بیدار کرنیکے لئے شایع کئے گئے ہین اور اب بہی ارادہ ہے کہ پنجاب کی لوکل ضرورتون کو پورا کرنیکی غرض سے اور ایسے ہی ٹریکٹ شایع کرین۔ اور دوسرا ذریعہ تبلیغ کا یہ ہے کہ سادہ سنگت کے بعض ممبر اپنا روزانہ کام اور فرایض منصبی پورا کرکے باہر دیہات مین جاجاکر بوقت شب گاؤن والون کو دین اسلام کے موٹے موٹے اصول بتلاتے اور رسومات بد اور قبیح بدعات سے انہین متنبہ کرتے ہین اور دیہات مین کو ٹہونپر رات کے وقت مردون عورتون کو وعظ کرتے ہین اور ضرورتاً ان لوگون کو سلسلہ حقہ احمدیہ کے اصول سے آگاہی دیجاتی ہے۔ اور ان غلط فہمیون اور افتراؤن کا دفعیہ کیا جاتا ہے جو زمانہ کے علماء نے ہمارے پاک اصول کے نسبت اپنی خائنانہ تحریرون یا تقریرون سے عوام کالانعام میں پھیلائی ہوئی ہین اور انہین مغالطہ میں ڈالا ہوا ہے۔

قصہ کوتاہ تبلیغ کرنا اس انجمن کا مقصد اعلیٰ ہے جو یہ کر رہی ہے۔ اور ہماری اس تقریر سے صرف یہی غرض ہے۔ کہ ہم لوگ جو کچھہ بیان کرتے ہین وہ تو یہان ہوتا ہے۔ مگر ہماری غرض اس بیان سے یہ ہے کہ آپ لوگ بہی اپنے اپنے گھرون کے گرد و نواح اور قرب و جوار مین کم از کم دس دس میل تک بالفعل اس زبانی تبلیغ کو سرانجام کرین کیونکہ خدا نے آسمانی نشانون اور شواہد سے جو حجت اس زمانہ مین لوگو پر وارد کی ہے اسکا علم انہین بزبان پنجابی دیا جاوے اور ہماری یہ غرض نہین ہے۔ کہ باہر جاکر دیہات مین اکہاڑے قایم کئے جاوین یا بحث مباحثہ کے آوازے لگائے جاوین بلکہ نہایت صلح و آشتی کیساتھہ امر حق سے انہین آگاہ کیا جاوے ہان اگر کوئی عقدہ کشائی کے لحاظ اور خیال سے بعض اور شکوک کا ازالہ کرانا چاہئے تو ایسی صورتون میں ایسے قابل رحم اشخاص کی باتون کو سن کر انہین صحیح جواب دئے جاوین اور انہین سلوک سے زبانی دینے کی سعی کیجاوے اور ہماری غرض یہ ہے۔ کہ ایسی انجمنہائے سادہ سنگت جابجا قائم ہون جنکا فرض ارد گرد کے دیہاتیون کو دین اسلام کے اصولون سے آگاہ کرنا ہوگا۔ اور اس کار خیر کے انصرام کے لئے یہ ضروری نہین ہے۔ کہ ایسے مبلغین پوری تحصیل کردہ مولوی فاضل یا بی۔ اے تک تعلیم یافتہ ہی ہون۔ بلکہ اس کام کو وہ لوگ بہی ایک حد تک پورا کرسکتے ہین جنہون نے قادیان کی بابرکت صحبت اور حضرت اقدس علیہ السلام کی تحریرون سے فیض پایا ہے۔ اور مین امید کرتا ہون کہ اس کام کو اس تہوڑی لیاقت اور استعداد والا بہی کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ درحقیقت وہ تقوے کام لیکر خدا کو راضی کرنیکے لئے اپنے فرض تبلیغ

سکندرش ہوتا چاہتا ہے اور وہ یوں بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت اقدسؑ کی کتابوں کے بعض ضروری حصص کو خلاصہ کرکے زبان پنجابی دہقانوں کو سنایا کرے یا اگر ایسا بھی نہ ہو تو حضرت اقدس کی کتاب کے بعض مضمون کو پڑھ پڑھ کر انکا مطلب پنجابی زبان میں لوگوں کو بتلاتا جاوے مگر ایسے مبتدی مبلغین کو واجب ہے کہ اس کام کو اول اول اپنے گھر میں جاری کریں پھر اپنے کوٹھے پر پھر اپنے ہمسایوں کو بلا کر تبلیغ کریں بعد ازاں ارد گرد کے دیہات میں جا کر. قوت شب عورتوں مردوں کو اپنی تبلیغ سے بہرہ ور کرے۔ اگر ہماری انجمنہائے احمدیہ جو پنجاب کے مختلف مقامات میں ہیں اس سسٹم کو جاری کریں اور اپنے اپنے گاؤں اور گرد و نواح کے دیہات میں لوگوں کو سر روز یوں آگاہ کرتے رہیں کہ آج اس گاؤں میں وعظ ہوا اور کل دوسرے میں حتٰی کہ گرد و پیش کے ان تمام دیہات میں کم از کم مہینہ میں ایک ایک مرتبہ وعظ ہو جایا کرے جو اس مرکز انجمن سے چھ سات کوس تک واقع ہیں یہ تجویز جو میں پیش کی ہے یہ کوئی فرضی تجویز نہیں ہے۔ بلکہ یہاں کی سادہ سنگت اس تجویز پر کچھ عرصہ سے عملدرآمد کر رہی ہے چنانچہ گزشتہ دو ماہ میں قریباً ۳۰ لیکچر اور وعظ گرد و نواح اور قادیان کے چوک میں ہو چکے ہیں دراصل وہ زندگی بھی لعنتی زندگی ہے جس میں انسان ہر وقت یعنی رات دن اپنے نفس اور گھر کے کاروبار میں چیونٹی اور کیڑے کی طرح لگا رہتا ہے۔ اور خدا کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا ہے۔ آپ لوگ بازار میں دیکھیں کہ صبح سے لے کر شام تک ہزاروں لوگ ادھر سے ادھر بھاگے چلے جا رہے ہیں اور ایسے لوگوں سے اگر دریافت کیا جاوے کہ تم ایسی سرگرمی سے کیوں دوڑ دھوپ کر رہے ہو تو ان میں سے غالباً نوّے یا ۹۸ فیصدی ایسے لوگ ملیں گے جو یہ جواب دینگے کہ میں دوائی لینے چلا ہوں فلاں چیز کے خرید و فروخت کے لیے جلدی میں ہوں پس ایسے لوگ درحقیقت اسی جہان میں دوزخ کا نقشہ دیکھ لیتے ہیں جن کے دلوں پر دنیاوی ہموم و غموم ہر وقت مستولی رہتے ہیں اور خدا بینی اور نیکی کیلئے ان کے اندر کوئی خانہ خالی نہیں رہا اور دنیاوی خواہشوں کی آگ میں ہر وقت جل رہے ہیں اور سوتے جاگتے چلتے پھرتے عملی صورت میں نفسی نفسی پکار رہے ہیں بعض لوگ بلکہ اکثر احباب ایسے بھی ہیں جنہوں نے حضرت اقدسؑ کی دس پندرہ تصانیف تو ضرور مطالعہ کی ہیں اور قرآن سے بھی کسی قدر مس ہے لیکن وہ تبلیغ میں اسلیئے حصہ نہیں لیتے کہ ہم پورے عالم تحصیل کردہ نہیں ہیں انہیں جاننا چاہیئے کہ خدا نے یہ نہیں فرمایا کہ پورے عالم متبحر ہی ہو کر تبلیغ کیا کرو یا پورے امیر کبیر ہو کر ہی زکوٰۃ دیا کرو بلکہ خدا تو تم سے یہی چاہتا ہے کہ

مما رزقنٰھم ینفقون یعنے جو کچھ اور جتنا کچھ خدا نے تمہیں دیا ہے اسمیں سے یہ خرچ کرو یہ نہیں فرمایا کہ فلاں حد یا تبحر تک ہی پہونچکر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیا کرو بلکہ قرآن شریف میں ایک جگہ آیا ہے۔ کہ یہود داؤد کے تین گروہ ایک جگہ رہتے تھے ان میں سے بعض تو لوگوں کو نیکی بدی سے آگاہ کیا کرتے تھے اور بعض موسٰی بدین خود و عیسٰی بدین خود کے غلط اصول کے پابند ہو کر دوسروں کو نیکی بدی سے آگاہی نہیں دیا کرتے تھے اور بعض خود بدکاری نافرمانی میں مبتلا اور گرفتار تھے۔ پھر جب خدا کا غضب اور عذاب آیا سبکو بہا لیگیا مگر صرف ان لوگوں پر رحم ہوا جو لوگوں کو بدکاری نافرمانی شرارت اور ایک ناجائز امر سے منع کرتے تھے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہاں ایکدفعہ طاعون کا زور تھا ۷۰ آدمی ہر روز مرتے تھے میری ران میں درد اٹھا اور طاعون کا ڈر ہوا تو میں نے محلہ والی عورتوں کو بلا کر وعظ شروع کر دیا ابھی رکوع ختم نہیں ہوا تھا کہ درد رفع ہو گیا پس ان ایام مصائب اور طاعون سے محفوظ رہنے کا ایک یہ بھی مجرب اور صحیح نسخہ ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیا کریں اور دوسرا فائدہ اس سے یہ ہوتا ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح اس سے بہت جلد ہوتی ہے دیہات کے وعظوں اور لیکچروں سے یہ امر واضح ہو گیا ہے۔ کہ ان لوگوں کو حق اور راستی سے کچھ حصہ نہیں دیا گیا ورنہ وہ لوگ ہدایت کے بہت قریب ہیں اور انکو قادیان پر حسن ظن ہے۔ مگر ہماری غفلت کیوجہ سے وہ تاحال ہم سے دور ہیں اور عام پیروں اور ملاؤں سے وہ سیر ہو چکے ہیں۔ پیروں کو ایسے ہی فراموش کیا جاتا ہے جیسے کہ ہماری جماعت کے اکثر احباب اپنی عورتوں کو مواعظ اور نصائح سے محروم اور بے نصیب رکھتے ہیں (الا ماشاء اللہ)

دراصل جو کتابیں پڑھی جاتی ہیں اور انکا حاصل بخیر لوگوں کو بتلا نہیں دیا جاتا۔ ایک پہلو سے وہ کتابیں اور ان کا پڑھا ہوا رائیگان ہی جاتا ہے۔ اور وہ اس طرح ہے۔ کہ کتابوں میں جو کچھ لکھا ہوا ہے۔ ان میں سے تو لکھا پڑھا انسان خود پڑھ پڑھا کر مستفید اور مستفیض ہو سکتا ہے۔ لیکن جن کتابوں کو پڑھ کر پیٹ یا دماغ میں ڈالا گیا ہے وہ تو ضائع ہی گئیں کیونکہ کتابیں جو کھول کر پڑھی جا سکتی ہیں مگر پیٹ یا دماغ کو کون پھاڑے اور انکا مطالعہ کرے اگر زبان گویا نہیں اور بولنے اور وعظ کرنیکی عادت جوانی یا بطور پیشہ نہیں ڈالی گئی تو پھر دوسروں کے لحاظ سے پڑھا لکھا اور عالم متبحر ہونا بیسود ٹھہرا جب تک کہ اس سے لوگ چشمہ کی طرح مستفید نہ ہوں پس علم نافع وہی ہے جس سے لوگ فائدہ اٹھاویں ورنہ یحملون اسفارا کی طرح تحصیل کردہ اندر ہی اندر سڑ رہا ہے۔ اور وہ ترقی میں نہیں بلکہ تنزل میں ہے۔ ہاں ایسے واعظوں اور سادہ سنگت کے ممبروں کے لیئے چند ہدایتیں قابل یادداشت کے ہیں اور وہ یہ ہیں اول یہ کہ ایسے لوگوں کو پرلے درجہ کا حلیم اور صابر ہونا ازبس ضروری ہے اور وہ کسی کی درشتی اور سختی پر ہرگز نہ بھڑک اٹھیں ورنہ وہ خود ہی سوچیں کہ اگر ہم لڑنے اور مخالفین کا دست بدست جواب دینے اور انکی درشتی کا درشتی سے مقابلہ کرنے میں معروف ہوتے رہیں تو پھر کس کس سے مقابلہ کرینگے اور کس کس کے تکفیر کا جواب دینگے ہم تھوڑے ہیں اور مخالفین ہزاروں میں پھر اگر صبر نہ کرینگے تو زمانہ ٹھٹھر لگا لگا کر ہمیں صابر بنا سکھا یگا بلکہ ہمیں تو پتھر لگا کر بھی مخالفوں کو پتھر سے جواب نہیں دینا ہوگا بلکہ ایسے مقام سے اعراض اور کنارہ کشی سنت نبویہ میں داخل ہے میں تمہیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ بات بالکل سچ ہے کہ یہ راستی اور صداقت جو خدا کا سچ ہمیں دیگیا یہ تو ضرور دنیا پر غالب آجائیگی مگر افسوس ہے تو صرف ان نااہل لوگوں پر ہوگا جنکو خدا نے موقعہ

یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

پھر فرمایا و علمہ شدید القویٰ وہ جس کی طاقتیں بڑی مضبوط ہیں۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معلم ہے۔ اس سے پرے کوئی طاقت نہیں پھر وہ ذو مرۃ ہے بڑا مضبوط وھو بالافق الاعلیٰ اس دل گردے کا انسان کوئی ہے؟

یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

پھر فرمایا۔ اکملت لکم دینکم تعلیم اور ہدایت کو کامل کر دیا اس پر کسی قسم کے اضافہ کی کبھی حاجت نہیں انسان کیلئے ایمان چاہیئے۔ محافظ ایمان چاہیئے۔ پھر معاملات تمدن معاشرۃ اخلاق سیاست چاہیئے۔ معاملات میں بیع شرا اجارہ استجارہ رہن تداین وصایا شہادت کھانے پینے کا فکر غرض تمام ضروریات دین کی تکمیل کر دی اس سے پرے کسی چیز کی حاجت ہے؟ اگر کوئی ہو تو کھون کی آنکھیں بنا کر دیئے جاتے تو کیا سستی کی بعثت دیئے جاتے۔ اور روز مرہ کے ایجادات و ترقیات سے سکبدوش کیا جاتا۔ اسلیئے کسی ضرورت نہیں۔ غرض کامل شریعت اور کامل ہدایت دی۔

یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے؟

حضرت صاحب کا ایک شعر ہے۔

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم ختم ہر پیغمبرے

پھر ظلمت بہت بری چیز ہے کفر کی ظلمت ہو رسم کی ہو۔ عادت و جہالت کی ہو بیجا محبت اور غضب کی ہو غرض کسی قسم کی ظلمت ہو بڑے دکھ کا موجب ہوتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کی ظلمت سے نجات دیتے ہیں

یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

ایک حدیث میں پڑا تہا کہ شام کیوقت گھروں کو بند کرو بچوں کو باہر نہ جانے دو۔ برتن ڈھانپ دیا کرو۔ میں عموماً ان ہدایات پر بحمد اللہ عامل رہتا ہوں چوہوں کو مار دینا چاہیئے احرام کی حالت میں بھی چوہے کو مار سکتے ہیں یہ بڑا فاسق ہے۔ کچھ دن ہوئے کہ میں نے نواب لفٹنٹ گورنر صاحب کا شایع کردہ ایک رسالہ پڑھا جس میں لکھا تہا۔ کہ ابتداء سے ظلمت میں جرم کا زور ہوتا ہے۔ اور ان تمام اصول کو بیان کیا۔ جنکا نبی کریم نے تیرہ سو برس ہوئے بیان کیا تہا کہ اٹھا غرض ہر سکھ کی راہ آپ نے بتائی۔

یہ بھی آپ کی ختم نبوت کی دلیل ہے

یہ بہت لمبا سلسلہ ہے اور آپ کی ختم نبوت کے اسقدر دلائل ہیں کہ گنتے گنتے تھک جاویں وہ ختم نہ ہوں۔ اور اب وقت بہت ہو گیا ہے میں رکوع بھی ختم نہیں کر سکا۔ غرض یہ ہے مومن بنو اور ان کے جو صفات بیان کئے ہیں وہ اپنے اندر پیدا کرو۔

عہد شکن نہ بنو مومن وہی ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم کو وفا کرتے ہیں۔ اور عہد اللہ کو توڑتے ہیں نمازوں کو درست رکھتے ہیں۔ بد یوں کے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اب میں ایک بات کہکر ختم کر دیتا ہوں ہمارے دوست میر عابد شاہ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ اور انہوں نے مجھے لکھا ہے کہ میں انکے لیئے سفارش کروں انکی باتیں سنو اور شور و شغب نہ ہو اور ہمارے لکھنے والے انہیں لکھ لیں وہ اخلاص سے کہتے ہیں پھر ایک کتاب ہے دین الحق یا ہمارا مذہب مینے اسکو بہت غور سے پڑھا اور بہت ہی غور سے پڑہا اور مینے اسکے پچاس نسخہ آپ خرید کئے ہیں۔ میں پسند کرتا ہوں کہ اس کی بہت بڑی اشاعت ہو اور بہت بڑی اشاعت ہو اور اگر اللہ تعالیٰ کسی کو سمجھ اور توفیق دے اور اس میں کوئی کمزوری ہو تو مجھے اطلاع دے میری عقل و فکر جہانتک پہونچی ہے میں اسکو مفید پاتا ہوں اور عبد الحیی کی بھی سفارش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے آمین،

مجلس نکاح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اس تقریر کے بعد تین نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ جن میں سے ایک ہمارے مکرم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب کی ہمشیرہ محترمہ کا نکاح تہا جو تین ہزار مہر پر بابو غلام محمد صاحب طالبعلم میڈیکل کالج لاہور سے ہوا دوسرا پیر محمد یوسف صاحب مہاجر تاجر قادیان کا بوکالت ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب سید الف شاہ صاحب کی دختر نیک اختر سے بعوض پانچسو روپیہ حق مہر ہوا۔

تیسرا الحکم کے خاص معاون منشی عبد الحمید صاحب کے بھائی حافظ عبد العزیز صاحب کا مخلص بھائی مستری حسن دین صاحب کی دختر نیک اختر سے بالعوض سوا سو روپیہ حق مہر ہوا۔

خطبہ نکاح جو حضرت نے پڑھا وہ انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں درج کر دیا جاویگا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ذریعہ شادی غمی کی تقریبوں پر مسلمانوں میں جس قدر مسرفانہ رسوم جاری تہیں۔ خدا کے فضل سے وہ سب کی سب دور ہو گئیں ہیں سلسلہ میں ایک نئے داخل شدہ معزز بھائی کو خصوصیت سے خواہش تھی کہ وہ یہاں کی تقریب شادی کو دیکھے چنانچہ وہ یہ دیکھکر از بس محظوظ ہوا۔ کہ جن رسومات کی اصلاح کے لیئے بڑی بڑی کوششیں کیگئیں اور مصلحین قوم نے زور مارا وہ یہاں یکدم اڑ گئیں یہ بجائے خود ایک الگ مضمون ہے جس پر تفصیل سے بحث کرنے کی حاجت ہے۔ اسلیئے اسوقت صرف اسی قدر پر گنجایش کیجاتی ہے۔ نکاح کے اعلان کے بعد حضرت نے

دین الحق

نامی کتاب کا اعلان کیا یہ وہ کتاب ہے کہ جو میرے مکرم بھائی میر قاسم علی صاحب نے حال میں لکھکر بہت بڑی خدمت سلسلہ کی کی ہے۔ اور جنکا ذکر الحکم کی پچھلی اشاعتوں میں ہوا ہے۔ حضرت نے اس کتاب کے متعلق جو کچھ فرمایا اسکا لب لباب یہ ہے کہ مینے اس کتاب کو بہت ہی پسند کیا ہے۔ اور مینے اسکی پچاس جلدیں فی الحال خرید کی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ لوگ اسے پڑھیں اور اسکی اشاعت کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا خود اس کتاب کی پچاس جلدیں خریدنا اور احباب کو توجہ دلانا کتاب مذکور کی

اہمیت اور ضرورت کو بتاتا ہے

اسی تاریخ کی صبح کو جب میر قاسم علی صاحب حضرت سے

تو آپنے فرمایا کہ مین اس کتاب کو پڑہکر بہت ہی خوش ہوا ہون۔ اور مینے قریب قریب اسی مذاق سے اسے پڑہا ہے۔ جس طرح پر خدا تعالیٰ کے کلام کو پڑہتا ہون اسلیئے کہ یہ اس کلام کی عظمت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تائید کے لیئے لکھی گئی ہے۔

اس کتاب کی قیمت ۸ سے بلا جلد اور ۱۰ سے مجلد کے ہین میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق دہلی سے ملیگی۔

میر عابد علیشاہ صاحب کی تقریر

حضرت کے بعد میر عابد علیشاہ صاحب نے ایک تقریر فرمائی۔ اس تقریر کے لیئے حضرت خلیفۃ المسیح نے احباب کو توجہ سے سننے کی ہدایت کی تہی یہ تقریر بہی تمام وکمال انشاء اللہ اگلی اشاعت مین شایع ہوجائے گی۔

اسکا بہترین خلاصہ یہ ہے کہ **حضرت خلیفۃ المسیح کی کامل اطاعت خدا تعالیٰ کی رضامندی کا ذریعہ ہے۔**

شاہ صاحب کی تقریر کیا تہہ آج کی کارروائی ختم ہوئی مین اسوقت تک انجمن کی سالانہ رپورٹ اور خواجہ صاحب کی اپیل کے متعلق کچہ نہین کہہ سکا۔

مین چونکہ اسپر کسی قدر بسیط سے لکہنے کا ارادہ رکہتا ہون۔ اور رپورٹ کو خود سکرٹری صاحب نے بہی مختصراً پیش کیا تہا۔ کیونکہ وہ اپنی مصروفیت کیوجہ سے صرف چند نوٹ کرسکتے تہو اور رپورٹ بعد مین شایع ہوگی اسلیئے مین اسکا یہی خلاصہ کرکے کہتا ہون کہ

دس ہزار روپیہ کے قریب چندہ ہوگیا

دوسرے دن ۲۷۔ مارچ ۱۹۱۱ء کی کارروائی ۱۰ بجے تک تہی۔ جس مین تشحیذ الاذہان کا جلسہ ہوا۔ اس جلسہ کی روئداد بہی بعد مین انشاء اللہ شایع ہوگی۔

یہان صرف حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کی نظم جو انہون نے

دعا اور استدعا

کے عنوان سے لکہی ہے۔ درج کردیتا ہون

نظم مبارک

عہد شکنی نہ کرو اہل وفا ہوجاؤ
اہل شیطان نہ بنو اہل خدا ہوجاؤ
گرتے پڑتے در مولےٰ پہ رسا ہوجاؤ
اور پروانہ کی مانند فدا ہوجاؤ
جو ہین خالق سے خفا ان سے خفا ہوجاؤ
جو ہین اس در سے جُدا ان سے جدا ہوجاؤ
حق کے پیاسوں کے لیئے آب بقا ہوجاؤ
خشک کھیتون کے لیئے کالی گھٹا ہوجاؤ
غنچۂ دین کے لیئے باد صبا ہوجاؤ
کفر و بدعت کے لیئے دست قضا ہوجاؤ
سُرخ رُو رو بردے داور محشر ہوجاؤ
کاش تم حشر کے دن عہدہ برآ ہوجاؤ
بادشاہی کی تمنا نہ کرو ہرگز تم
کوچہ یار یگانہ کے گدا ہوجاؤ
بحر عرفان مین تم غوطے لگاؤ ہردم
بانی کعبہ کی تم کاش دُعا ہوجاؤ
وصل مولیٰ کے جو بہوکے ہین انہین سیر کرو
وہ کرو کام کہ تم خوان ہدیٰ ہوجاؤ
قطب کا کام دو تم ظلمت دنیا مین
بہولے بھٹکوں کے لیئے تم رہنما ہوجاؤ
پنبۂ مرہم کا نور ہو تم زخمون پر
دل بیمار کو درمان و دوا ہوجاؤ
طالبان رخ جانان کو دکہاؤ دلبر
عاشقون کے لیئے تم قبلہ نما ہوجاؤ
امر معروف کو تعویذ بناؤ جان کا
بیکسون کے لیئے تم عقدہ کشا ہوجاؤ
دم عیسیٰ سے بہی زیادہ ہو دعاؤنمین اثر
ید بیضا بنو موسیٰ کے عصا ہوجاؤ
رہ مولیٰ مین جو مرتے ہین وہی جیتے ہین
موت کے آنے سے پہلے ہی فنا ہوجاؤ

مورد فضل و کرم وارث ایمان وہدیٰ
عاشق احمدؐ و محبوب خدا ہوجاؤ

اطلاع

جلسہ نمبر کے نکالنے مین جو دقتین مجہے محسوس ہوئی ہین انکی تصریح کی اسوقت ضرورت نہین مگر اتنا کہنا ضروری ہے کہ اگرچہ طاعون کی واردا تین جلسہ سے پہلے ہی ہورہی تہین۔ جلسہ کے بعد خصوصیت سے تیز ہوگئین۔ اور پریس کے کارندون مین سے بعض کے عزیز اور ہمسایون کی بیماری اور بعض کی وفات نے مجبور کردیا۔ کہ کام بند ہوجاوے تاہم خدا کا شکر ہے کہ جلسہ نمبر شایع ہوگیا۔ اور اس مین تقریباً تمام تقریرین حضرت خلیفۃ المسیح کی جو پبلک مین کی تہین آگئین بجز ایک خطبہ نکاح کے یا بعض پرائیوٹ جلسون کی تقریرون کے وہ بہی آیندہ انشاء اللہ شایع ہوجاینگی طاعون کی وارداتین ہورہی ہین اسلیئے اگر آیندہ کوئی پرچہ دیر سے شایع ہو تو مجہے معذور سمجہا جاوے۔ (ایڈیٹر)

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح آپ کا خاندان اور حضرت مسیح موعود کا خاندان بحمد اللہ بخیریت ہے دوسرے مہاجرین قادیان خدا کے فضل وکرم کے نیچے حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤن کے فیض سے بہرہ یاب ہورہے ہین۔

(۲) مدرسہ تعلیم الاسلام ۱۵۔ اپریل ۱۹۱۱ء تک بند کردیا گیا ہے۔ بورڈر گہرون کو چلے گئے ہین۔ جو دور کے باقی ہین وہ مدرسہ کی کہلی زمین مین خدا کے فضل سے تندرست ہین۔

(۳) حکیم فضل الدین صاحب حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ ربہ کی ہدایت کے ماتحت لاہور تشریف لیگئے۔ وہان ان پر عمل جراحی کے ذریعہ پتہری نکالی گئی ہے انکے لیئے احباب خصوصاً دعا کرین +

وہ بہی سنت اور اس سلسلہ کا تعامل تہا صحابہ کبوقت تو کتابین نہین اونہونے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچہہ کرتے دیکہا وہی کرتے تہے وضو کرتے دیکہتے تہے تو اسی طرح وضو کرتے نماز پڑہتے دیکہتے نماز پڑہ لیتے روزہ رکہتے دیکہا تو روزہ رکہتے اور اسی طرح آپکو دیکہکر حج کر لیا اخلاق فاضلہ سے متصف پایا آپ بہی ہو گئے یہی سنت ہے ایک نکتہ یاد رکہنے کے قابل ہے مین چاہتا ہون کہ سب دوست اسے یاد رکہین اور اسے پہونچا دین۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عملدرآمد دنیا کے بچے لڑکیان جوان آدمی جوان عورتین بوڑہے مرد بوڑہی عورتین یہود عیسائی غرض ہر طبقہ کے لوگ دیکہتے تہے اسی تواتر سے وہ علم ہم تک پہونچا ہے۔ اب اگر کوئی اس مین ترمیم کرکے کہے کہ نماز کی اتنی رکعت ہے۔

وہ تمام مجنونوں سے بدتر مجنون الحمق ہے۔

صلوٰۃ کے معنے صبح ظہر عصر مغرب اور عشا کی ۱۷ رکعت فرض ہین۔ وتروں کو زیادہ مؤکد کرین تو ۲۰ رکعت اور اس کے سوا ۲۰ رکعت اور یہ عملدرآمد تواتر سے ثابت ہے اسکے لیئے کسی کتاب کی ہمین ضرورت نہین۔

مجہے شوق ہوا کہ شیعون اور خوارج وغیرہ کی نماز دیکہون صوفیون اور محدثین کی نماز کا علم پیدا کرون مینے غور سے دیکہا اور دریافت کیا مگر وہان بہی ۱۷ رکعت فرض ہی پائین پہر جہگڑا کیا ہے؟ کیا روزہ حج کہ اور زکوٰۃ مین؟ اس مین بہی نہین لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ مین بہی نہین ملائکہ پہ ایمان لانے اللہ تعالیٰ کی کتابون اور رسولون قیامت اور تقدیر کو ماننے مین سب برابر ہین اب اسقدر تعامل اور تواتر کے ہوتے ہوئے اگر ایک سکہہ اٹہکر کہے کہ نماز کے یہ معنے ہین تو کیونکر قابل تسلیم ہونگے مین سچ کہتا ہون کہ قرآن کریم کیساتہہ تعامل کا وجود بہت بڑی طاقت کیساتہہ ہم تک پہونچا ہے الحمد للہ رب العٰلمین کے معنے جو ہمنے بچپن سے سیکہے ہین وہ بہی اسی طرح تعامل کے نیچے چلے آتے ہین الٰ کے معنے ساری حمد تعریفین لِ کے معنے واسطے اللہ معنے اللہ رب کے معنے پالنے والا الٰ معنے سارے عالمین معنے جہانون یعنی ساری تعریفین اسؔ اللہ کے لیئے ہین جو سارے جہانون کا پالنے والا ہے۔

آہ! لوگون نے تعامل کا بہید نہین سمجہا

بچپن کا واقعہ ہے۔ بخاری ہمارے گہر مین تہی خلاصہ کیدانی مجہے یاد کرایا جاتا تہا اس مین رفع سبابہ کا ذکر تہا مفتی محمد صادق کی والدہ کے باپ نے کہا کہ خلاصہ کی شرح ہم بہیجینگے چنانچہ کالے کالے لبتون مین انہون نے وہ شرح دی میرے بہائی صاحب نے اسے پڑہکر کہا کہ رفع سبابہ کی بات تو درست ہی معلوم ہوتی ہے۔ اسوقت کتب کا یہ حال تہا مگر اب مطبع کاغذ اور ڈاک کا انتظام اور وی پی کا طریق دیکہکر مین تو قربان ہو ہو جاتا ہون آج اگر کتابون کے ذریعہ یہ باتین معلوم ہون تو تعجب نہین مگر اس زمانہ مین جب کہ سلسلہ کتب نہ تہا تب بہی ارکان دین کا علم عام تہا۔ مین سچ کہتا ہون کہ نماز کی شکل روزہ حج کی شکل مخلوق سے اتنی سنی ہوگی کہ گن بہی نہین سکتے اور یہہ کہنا کہ قرآن کریم کو مقدم سمجہتے ہین اسکے بہی معنے معلوم کرنیکے لیئے اول تعامل ہے پہر لغت ہے۔ یاد رکہو ہمارا یہہ ایمان ہے۔

کوئی تحقیق قرآن والے کوئی مکالمہ مکاشفہ وحی اگر تعامل کے خلاف ہو تو تیرہ سو برس کے بعد ایسے لال بہکڑ کی بات کون مانتا ہے۔

یعنی وہی مکالمہ مکاشفہ اور وحی اب بہی قابل تسلیم ہو سکتی ہے جو قرآن کریم اور تعامل کے خلاف نہ ہو

اب مین پہر اصل رکوع کی طرف توجہ کرتا ہون اس آیت مین **جاہل** کا لفظ نہین رکہا بلکہ اعمیٰ کا لفظ رکہا اصل بات یہ ہے کہ **قرآن کریم** کے کمالات اور عجائبات مین سے یہ بہی ہے کہ ہر دعویٰ کے ساتہہ دلائل دیئے ہین جو دوسری کتابون مین نہین اور یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ

رسول اللہ خاتم الانبیاء ہین

قرآن کریم نے ہر تعلیم اور دعویٰ کیساتہہ دلائل دیئے ہین اسکی اگر تشریح کرون تو بہت وقت خرچ ہوگا۔ مختصراً بتاتا ہون مثلاً فرمایا کہ شرک نہ کرو اسکی دلیل یہ دی **وھو فضّلکم علی العالمین** یعنے اللہ تعالیٰ نے تمہین دوسری مخلوق پر فضیلت دی ہے اب وہ چیز جسکو تم خدا کے سوا معبود بناتے ہو وہ تو تمہاری خادم ہے مخدوم بہی نہین ہو سکتی چہ جائیکہ ایسے معبود بناؤ۔ اب یہ کیسی روشن دلیل ہے۔ دعاوی اور دعاوی کے دلائل کے آگے کیا ضرورت باقی رہتی ہے۔

یہہ بہی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

دنیا مین مذاہب کے تین بڑے مرکز گزرے ہین ایک ایران امیرامون برہما آسام جاپان وغیرہ کا یہ ایرانی مذہب کی شاخین ہین۔ یورپ امریکہ افریقہ کے کنارے اور کچہہ ہندوستان کے کنارے یہ عبرانیون کی شاخ در شاخ ہین یروشلم رسول اللہ انکا مرکز ہے۔

بت پرستی کے مرکز [illegible] کچہہ نہین رہا۔

یرمیا کے نوحہ مین اسکی تفصیل ہے۔

واقعات بتاتے ہین کہ وہ اپنے مذاہب کے بڑے حامی اور زبردست مؤید تہے لیکن **رسول کریم** صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا بڑا کمال ہے کہ تینون مرکز آپنے فتح کیلیئے دارالسلطنت فتح کر لینے کے بعد اگر کوئی مقابلہ کرے تو یہ مذبوحی حرکت ہوتی ہے۔ اگر سب کو سب فتح کر لیتے تو پیچہے آنیوالون کے لیئے کیا رہتا بہرحال مذاہب کے مرکزون پر کامیابی حاصل آپ ہی نے کی اور

یہ ختم نبوت کی دلیل ہے۔

اللہ کے لفظ پہ کسی سماوی کتاب نے قرآن کے برابر زور نہین دیا۔ سب نے صفاتی نام بیان کیئے ہین دیانند نے سو ایک نام کہے ہین جن مین پہلا نام **اگنی** بہسم کرنیوالی آگ ہے۔ اور اس مین رحم عدل دیا لنا کہ پالتا کا نام بہی نہین۔ وحدہٗ لاشریک کہان آنکہے مگر **اللہ** کا لفظ ایسا ہے کہ اسکی نظیر نہین ملتی یعنی تمام کاملہ صفات سے موصوف اور تمام بدیون سے منزہ معبود یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کو جسقدر مطالعہ کرو اللہ کو موصوف اور باقی صفات ہین اس ایک لفظ سے ہی

آپ خاتم النبیین ثابت ہوتے ہین

پہر مین دیکہتا ہون کہ کوئی شخص مہدی مجدد کرشنا مستقیم ہوگا۔ کچہ ہی اسے کہہ لو انگریزی الفاظ مین ریفارمر کہہ لو کچہ ہی ہو یہ ایک خوبی ہے۔ مگر یہ خوبی کسی کو قیامت تک نہین ملسکتی جب تک

وہ آنحضرت کا خادم اور غلام نہ ہو

اس سے معلوم ہوا کہ تمام روحانی فیوض کے حاصل کرنیکا ایک ہی ذریعہ ہے۔ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم اور

یہ آپ کی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام خوبیون کے جامع ہین اور اسی لیئے آپکا نام محمدؐ ہے ساری خوبیان تو اس نام مین جمع ہین۔ وہی رسول ہو سکتا ہے جو محمدؐ ہو اب آپ کے بعد کون رسول ہو سکتا ہے؟ پس

محمد کا لفظ ہی خود ختم نبوت کی دلیل ہے

پہر مینے غور کیا ہے کہ انسان اپنی انسانیت کے لحاظ سے ساری مخلوق پر حکمران ہے۔ مینے اپنی آنکہون سے دیکہا ہے۔ کہ چیتے سے شکار کراتے ہین بازون کو دیکہا ہے۔ کہ کیسے چلے جاتے ہین جو شکار کرکے لے آتے ہین پہر کبوتر کو دیکہا ہے۔ اعلی درجہ کا کبوتر ۲۴ گہنٹہ آسمان پر رہتا ہے۔ پہر جب بلاتے ہین تو آواز کیساتہ واپس آجاتے ہین ایک آدمی ہو کے شیر کے منہ مین سر دیتا ہے یہ ایک قسم کا **کسب کمال** ہوتا ہے پہر بہت سے لوگ سانپون کو نچاتے ہین چوہون کو دیکہا ہے کہ ان سے تماشا کرا لیتے ہین۔ ہاتہی گہوڑون سے ایسا تصرف کرتے ہین انہین کہتے ہین مرجاؤ تو وہ مردہ کی طرح لیٹ جاتے ہین اور انکا حکم مانتے ہین۔ یہ سب **انسانی اخلاق** کا نتیجہ ہے مگر تو بہی یہ ایک حد کے نیچے ہوتے ہین۔ کوئی ڈاکٹر ہے انجینیر ہے وکیل ہے اکا نوشت سے معلوم ہے۔ سپہ سالار ہے۔ فاتح ہے۔ غرض کسی ایک یا دوسرے خلق مین بڑائی ہوگی مگر اللہ تعالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے فرماتا ہے۔

انک لعلی خلق عظیم

جبکہ خدا تعالی عظیم ہے اس کی عظمت وہم مین بہی نہین آ سکتی رب العرش العظیم کا عظیم بہتر ہوتا ہے پہر کہا تو یہ کہا لعلی خلق عظیم۔ زبان کی خوبیون کے لحاظ سے یہ جملہ نہایت عجیب ہے۔

پہر عمدہ **اخلاق** ایک فضل ہے۔ پہر علم کا نظر لیکچر ایک ملک کا زبان کا قوی کا سیاست سپہ گری وغیرہ لاکہون خدا کے فضل ہین۔ اللہ تعالی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرماتا ہے۔

کان فضل اللہ علیک عظیما

تجہپر اللہ تعالی کا فضل عظیم ہے۔ اب اس عظیم سے پرے تو ختم ہی ختم ہے۔

یہ دلیل ہے ختم نبوت کی

اب ہم نظارہ آنکہہ کان سے کام لیتے ہین۔ ایک کتاب مینے پڑہی اس مین لکہا ہے۔ کہ چرچ آف انگلینڈ کا خرچ ۳۰ کروڑ روپیہ ہے پہر اس مین چرچ آف انگلینڈ جہان جہان کام کرتا ہے۔ وہان کا راستہ اور جغرافیہ بہی دیا ہے۔

ایسا ہی مینے مہاراجہ کپورتہلہ کا سیاحت نامہ پڑہا ہو اس مین انہون نے لکہا ہے۔ کہ وہ پوپ کی ملاقات کو گئے اور وہان دیکہا کہ یورپ کے بہت سے شہزادہ پوپ کی خدمت کو حاضر ہین اور پوپ کے سر پر چنور کر رہے ہین انکو کہا گیا۔ کہ ہاتہ بڑہاؤ۔ مگر پوپ نے ہاتہ نہ بڑہایا۔ پہر انکو کہا گیا کہ ہاتہ بڑہائے رکہو پوپ نے پوچہا کہ کیا تمہاری ریاست مین مسیحی لوگ بہی رہتے ہین۔ کہا ہان کچہ ہین پہر پوپ نے اقرار لیا کہ کیا آپ انکی رعایت رکہنے کا اقرار کرتے ہو اونہون نے اقرار کیا تو ہاتہ بڑہایا۔ جس پر اونہون نے بوسہ دیا۔

اس قصہ کو دیکہکر غور کرو کہ کیسی خواہش اور کوشش ہو رہی ہے۔ اور ہمارے اور انکے امرا مین کیا فرق ہے میرا ایک دوست جٹ زمیندار ہے مگر بہت ہوشیار اور چلتا پرزہ ہے مجہے اس نے بیان کیا کہ ایک وقت ہز لونر لفٹنٹ سے ملنے گیا ہز اونر نے اسے کہا کہ ملک صاحب! کیا آپ اردو پڑہے ہوئے ہو؟ پہر نہایت عمدہ سنہری جلد والی انجیل لاکر تحفۃً دی اور کہا کہ مہربانی کرکے اس تحفہ کو آپ پڑہ لیا کرین۔ اسکے مقابلہ مین ہمارے امرا جو کچہ کرتے ہین وہ تم سے مخفی نہین اسلیئے تفصیل کی حاجت نہین۔ **یا این اسلام کا محافظ کیسا ہے؟**

خدا تعالی کسی کسی کو پیدا کردیتا ہے۔

اور اس کے ساتہ جماعت کو اکہٹا کر دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالی کا منشا ہے کہ اسلام دنیا مین زندہ مذہب ہو دیکہو یہود مجوسی اور نصاری مین مجدد نہین ہوتے جنکا خدا تعالی سے تعلق ہو اور وہ خدا تعالی سے فیض حاصل کرکے دوسرونکو فیض یاب کرین۔ وہ لوگ خود قایل ہین کہ ان مین سے ایسے لوگ نہین ہوتے اور یہ انکی تعلیم کی کمزوری اور انکے ہادیون کی **قوت قدسی** کا ضعف ہو مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی **قوت قدسی** ایسی زبردست اور آپکی تعلیم ایسی بابرکت ہے کہ تیرہ سو برس تک **برابر ایسے لوگ ہوتے آئے اور ہوتے جائینگے** جو احیاء ملت کرتے رہین گے۔ اور انکے ہاتہ پر بہتون کو شفا ہوگی۔ اور وہ دنیا کی ہدایت کا ذریعہ ہونگے۔

یہہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

ایک شخص نے مجہسے انجیل کے رو سے ختم نبوت کی دلیل پوچہی مینے کہا وہان تو بالکل صاف ہے متی کی انجیل مین باغ کی مثال بیان کی ہے۔ (متی ۲۱) باغ کے مالک کا آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ہو اور یہ آخر مین ہے۔ اسلئے مالک کے پرے اور کون ہے جسکا انتظار ہو

ختم نبوت کی دلیل ہے۔

پہر قرآن مین ایک جگہ نبوت کا عظیم الشان معیار بتایا ہے۔ اور وہ یہ ہے ما ضل صاحبکم وما غوی جو ہمارا ہادی ہو اس مین تین باتون کا ہونا ضروری ہے۔ اول وہ اجنبی نہ ہو جسکو کوئی نہ جانتا ہی نہ ہو کیونکہ ایسا آدمی تہوڑے دنون کے لئے نیک بن سکتا ہے۔ حالانکہ ممکن ہے کہ وہ شریر ہو اسلیئے ایسا شخص جو ہادی ہونیکا مدعی ہو وہ تم مین سے ہی ہو جس کے حالات سے تم بخوبی واقف ہو۔ دوم وہ بے علم نہو۔ سوم جو وہ تعلیم دیتا ہے اسکا عامل ہو آپ خلاف ورزی نہ کرے کہو دالو! بتاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے صاحب ہین یا نہین؟ ہین پہر بے علم تو نہین؟ بالکل نہین پہر خلاف ورزی تو نہین کرتا بالکل نہین اب بتاؤ اس سے آگے کیا شرط ہوگی؟

اور سنانے مین قطعاً کوئی دنیوی غرض نہین اگر کوئی غرض ہوتی تو جو لوگ یہان رہتے مین وہ سب سے پہلے منکر ہو جاتے۔

خداتعالیٰ کے احسانات

مین روٹی خدا کی دی ہوئی کہتا ہون۔ اس معاملہ مین گہر والونکا بہی مجہپر احسان نہین کہ بیوی پکائے تو کہاؤن کپڑا اسی کا دیا ہوا پہنتا ہون رہنے کو اسی نے مکان دیا ہوا ہے اب تہوڑی عمر باقی رہگئی ہے کیا معلوم ہے بہی یا نہین پہر وہ کیا غرض ہوسکتی ہے جو مجہے خلاف بیانی کی ترغیب دے۔ نیچے اسقدر جہوٹے ہین کہ وہ کچہہ سمجہہ بہی نہین سکتے۔ شاید خواب وخیال کی طرح بڑی کو یاد ہو کہ ہمارا آبا ایسا ہوتا تہا۔ پہر کیا مین انکے لئے کچہہ جمع کرنا چاہتا ہون ہرگز نہین راستباز کا واقعہ یقین کرنیکے لئے اعلیٰ مقام ہے اسی طرح پر اللہ جل شانہٗ کی ہستی پر ایمان آتا ہے۔

اب ہم جاپان اور لنڈن پر تو یقین رکہتے ہین وہان کے آئے ہوئے تارون کو پڑہکر کبہی وہم نہین کرتے کہ یہ غلط ہین پہر کس قدر افسوس ہوگا اگر ہم ان راستبازون کے منہ سے سن کر یقین نہ کرین جن کی راستبازی اور اخلاق کے پشہ کے برابر بہی کوئی مقابلہ نہین کرسکتا۔ انہون نے خداتعالیٰ سے سن کر کہا کہ خدا نے کہا ہے۔

انا الموجود

غرض راستبازون کے منہ سے سن کر تکذیب نہ کرو۔ یہہ راستبازون کی جماعت انبیاء علیہم السلام اور ان کے خلفاء ونواب کی جماعت ہے۔

رجوع بہ مطلب اصلی

ہان اس رکوع کے شروع مین علم اور بے علمی کے متعلق بتایا ہے کہ علم اور بے علمی برابری نہین کرتے علم بڑی عجیب چیز ہے۔ انبیاء کا علم اللہ کی کتابون کا علم ملائکہ کا علم جزا وسزا جنت و نار اور مقادیر الٰہیہ کے علوم ایسی راحت بخش چیزین ہین کہ مجہے تو اس سے بڑہکر کوئی خوشی اور خواہش نہین ہوسکتی اور کوئی لذت اس علم کی لذت کا مقابلہ نہین کرسکتی مین خداتعالےٰ کا شکر کرتا ہون کہ اسنے مجہے یہ علم دیا ہے۔ اسنے مال دیا تو اسقدر کہ اور حاجت نہین بے اعتنائی دی تو ایسی کہ ایکہزار رکہنے کی جانچ نہین تم خود دیکہہ لو کہ کوئی عزت تمہارے دل مین بہی ہے۔ پہر کیا مین تمہاری کسی بہی چیز کا حاجتمند یا لالچی ہون اگر مین جہوٹ کہتا ہون تو کہو ورنہ جو کچہہ کہتا ہون درد دل سے کہتا ہون۔

یاد رکہو کہ اللہ تعالیٰ کو علیم یقین کرنا ہر بدی سے روکتا ہے اللہ تعالیٰ قدوس ہے پاک لوگ ہی اسی سے تعلق پیدا کرسکتے ہین۔ اور وہ پاکون کو اپنا بناتا ہے۔ کیونکہ پاک کو پلید سے کیا نسبت جسقدر چیزین پلیدی کا موجب ہین ان سے قطع تعلق کرنا تو اسکا آسان گر یہ ہے کہ

سبوح قدوس کا مطالعہ کرو

جب انسان یہ یقین کرلیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی اس سے تعلق قرب پیدا کرسکتے ہین تو وہ بدیون اور ناپاکیون سے بچنے کی توفیق پاتا اور پاک فرشتے اس سے اپنا تعلق بڑہاتے ہین۔

مین تو اس کے فضلون کو دیکہہ دیکہہ کر قربان ہوجاتا ہون اور یہ سب اسی کے رحم کا نتیجہ ہے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ کہانے بنانے جانتا ہون بادشاہون کو مینے بتایا ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ پلاؤ اور روٹی کس طرح پک سکتی ہے۔ پہر انکا استعمال مینے کیون نہ کیا ہو؟ ایسا ہی اعلیٰ درجہ کے لباس کی کتربیونت بہی جانتا ہون اور اسے پہن کر دیکہا ہے۔ تو بس یہ اعلیٰ سے اعلیٰ راحت اور آرام کیونکر ملتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی اطاعت پر

ایک دہریہ قرآن کریم کے طفیل بچ گیا

مین کس طرح پر قرآن کریم پر عمل کرنیکی روح تمہارے اندر پہونکدون۔ یہ خدا ہی کا کام ہے۔ ایکمرتبہ ایک دہریہ نے مجہے کہا کہ مین کہین باہر جاتا ہون کوئی نصیحت کرو مینے اس کو کہا کہ تم قرآن شریف پر عمل کرلیا کرو اسے ایک آسودہ جماعت کے ساتہہ ایک جگہ جانیکا اتفاق ہوا۔ وہان عیاشی کے سامان تہے سب ساتہہ والے آتشک مین مبتلا ہوگئے وہ بچگیا جب واپس آیا تو مینے کہا کہ تم کسطرح بچ گئے اسنے کہا کہ مین خدا کو تو مانتا نہین مگر اس قرآن نے مجہے بچالیا۔ تب مینے اسے کہا کہ

لاریب فیہ

اتباع انبیاء سکہہ کا موجب ہے

اس کتاب کی شان ہے ریب ہلاکت کو بہی کہتے ہین یعنے اس کتاب مین کوئی ہلاکت کی راہ نہین۔ اور سچ تو یہ ہے کہ

انبیاء کی اتباع مین کوئی دکہہ ہی نہین

لاریب فیہ کے یہ بہی معنے ہین کہ اس مین ہلاکت کی تعلیم نہین بلکہ سکہہ کی تعلیم ہے۔ پہر تمام انبیاء نے اپنے آزمودہ نسخون کو لوگون کے سامنے پیش کیا ہے صحابہؓ نے انہین استعمال کیا پہر دیکہہ لو کہ کس قدر نفع اٹہایا ابراہیم کی اصل نسل تو سب جانتے ہین مگر نمرود کا نام بہی کوئی نہین جانتا۔ آجکل یہ سوال اٹہا ہے۔ کہ وہ کون تہا؟ بعض کہتے ہین کہ وہ خیالی نام ہے۔ مگر وہ تہا۔ اور حضرت ابراہیم کا دشمن تہا اور وہ بے نام ونشان ہوکر مٹ گیا۔ لیکن بانام ونشان گویا ابتک زندہ ہے یورپ فخر کرتی ہے۔ کہ وہ ابراہیم کی اولاد ہے۔ نصرانی عیسائی یہودی صابی مسلمان سب کے سب اسکے نام پر فخر کرتے ہین: زرتشت کی قوم اس کو عظیم الشان انسان سمجہتی ہے۔ یہ درجہ اور عزت اسی کی اولاد کو ملی۔

جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکاً

کوئی آسمان کے ستارے یا ریت کے ذرے گنے تو ابراہیم کی اولاد کو گنے جو ابراہیم پر برکت کرے خدا اسپر برکت نازل کرتا ہے۔ جو ابراہیم پر (نعوذ باللہ) لعنت کرے تو اللہ تعالیٰ اسے لعنت کی مار مارتا ہے۔ یہ انعام کیون ہوا؟

اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العٰلمین

ایک ہی نکتہ ہے اور کامل اتباع اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے جب اللہ تعالےٰ نے اسے کہا کہ تم ہمارے فرمانبردار ہو جاؤ تو کہا حضور مین تو فرمانبردار ہوچکا اور آپکا کیون فرمانبردار نہ ہون۔ آپ تو رب العالمین ہین۔

ابراہیم فرمانبرداری کی نوعیت اور وجہ نہین پوچہتا حکم کے ساتہہ ہی فرمانبرداری کا اقرار کرتا ہے یہانتک ہی نہین بلکہ ووصّی بہا ابراھیم بنیہ ویعقوب یٰبنی ان اللہ اصطفٰی لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون

یعنی اسی فرمانبرداری کی ابراہیم نے اپنے بیٹے کو وصیت کی اور یعقوبؑ نے بھی کہا کہ اے میرے بیٹو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیئے دین کو برگزیدہ کیا ہے۔ جو فرمانبردار بننے کا دین ہے۔ پس تم فرمانبردار ہو کر ہی مرو۔

اسی ایک نکتہ پر سارے کمالات کا دارومدار ہے۔ غرض فرمانبرداری کامل فرمانبرداری تمام سکھوں کی جڑ ہے۔ میں نے بتایا ہے کہ انسانی اور جسمانی علوم سکھ کا موجب ہیں۔ تو جاودانی علوم کیوں جاودانی راحت کا ذریعہ نہ ہوں؟ میں اپنے تجربہ سے اور تمام راستبازوں کے تجربہ کے علم سے کہتا ہوں کہ جاودانی علوم سے متمتع ہونیوالا کبھی گھبراؤ میں نہیں ہوتا۔ اتنا سکون راحت اصلیت کہنے والے کے سوا کسی اور کو نہیں ملتا۔

مگر ایسی سچائیوں کا علم لوگوں کے اتباع سے نہیں ملتا کتنا ہی مقرب ہو کیا وہ قرآن کریم سے بڑھ سکتا ہے۔ کیسا ہی صاحب تجربہ و معلومات ہو پھر بھی وہ خالق فطرت کے برابر کب ہو سکتا ہے۔ اور یہ کتاب لیکر وہ شخص آیا۔ جو کل کمالات انسانی کا جامع تھا۔ اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے کہا۔

ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ

یعنی جس نے اللہ اور رسول کی اتباع یقیناً یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔ اللہ کے پرے اور کیا ہو سکتا ہے جب اللہ کی اتباع کا نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو قرار دیا تو کیوں یہ آیت ختم نبوت کا نشان نہ ہو؟

مقام محمدؐ

پھر فرمایا! مارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی تو نے نہیں پھینکا جب کہ تو نے پھینکا تھا مگر وہ اللہ ہی نے پھینکا تھا پھر کہا انما یبایعونک یبایعون اللہ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی بیعت کرتے ہیں اب غور کرو کہ یہ عظیم الشان مقام کسی اور کو ملا ہے؟ ہرگز نہیں۔

یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے

ایک عجیب بات اور ہے یہ نرے دعاوی نہیں بلکہ اسکے ساتھ زبردست دلائل اور بھی ہیں میں نے وید کو سنا ہو اور لعتیاط سے سنا ہے۔ اتھروید کے سوا تینوں وید سنے ہیں اور ستیارتھ

اور دستیرتر کو پڑھا اور سنا ہے۔ اور گاتھا جو مجوسیوں کی کتاب ہے۔ اسے بھی احتیاط سے سنا ہے۔ پھر اس کے بعد میں نے قرآن کریم کو پڑھا ہے۔ تمہیں تعجب ہوگا کہ جب بد و فطرت سے قرآن سے محبت ہوئی تو شیعوں کی کتابیں بھی پڑھی ہیں ایک کتاب چار سو روپیہ کو آتی ہے بحار الانوار نام اور عربی میں ہے میرے دل میں ہے کہ اسے بھی منگوا کر پڑھ لوں یعنے اسکی مستند اور معتبر کتابوں کو منگوایا اور پڑھا ہے اور میرے پاس وہ ہیں میرے نزدیک ان کی کتابیں معتبر معلوم ہوتی ہیں ۴۔ انکی مسلّم ہیں کافی ہے تہذیب ہے استبصار اور من لا یحضر مجمع البیان طبرسی اور نہج البلاغۃ جناب امیر کے خطبات ہیں۔

ان کے مدمقابل خوارج ہیں انکی کتابیں بھی میں نے پڑھی ہیں ایک ۹۳ جلدیں ہے اور میرے پاس ہے۔

(اس کتاب کی ۹۳ جلدیں سنکر ایڈیٹر الحکم نے استعجاب ساظاہر کیا۔ اسپر فرمایا۔)

(کہ ایک سیاح استنبول کا یہاں آیا اور پہلے وہ سلطان روم کے کتب خانہ کی بڑی تعریف کرتا تھا۔ لیکن جب اسنے میرے کتب خانہ کو دیکھا تو کہنے لگا کہ وہ کیا چیز ہے۔ اڈیٹر)

غرض ان کتابوں کو اس وسعت سے دیکھ ہے پھر سنیوں میں مذاہب اربعہ صوفیوں اور محدثین کا مذہب پڑھا ہے۔ اور ان سب کو پڑھ لینے کے بعد میں ایماناً کہتا ہوں اور کھول کر سناتا ہوں اور یہ اسلئے کہ میں نہیں جانتا کہ آئندہ ہم سے کون ہوگا۔ اور کون نہیں مجھے کچھ کہنے کا اور تمہیں کچھ سننے کا موقعہ ملے یا نہیں اسلیئے سنو اور غور سے سنو کہ اس تحقیقات اور تجربہ کے بعد میں علیٰ وجہ البصیرۃ اقرار کرتا ہوں۔ کہ

قرآن کریم جیسی کوئی نعمت اور کتاب نہیں

وہ خدا تعالیٰ کی کامل کتاب ہے۔ اور وہ تمام اختلافات مٹانیکا کامل ذریعہ ہے اور وہ خود اختلافات کا باعث نہیں اسکے ساتھ ہی میں اس شہادت کو بھی علیٰ وجہ البصیرۃ کہتا ہوں۔ کہ

بعد کتاب اللہ بخاری جیسی بھی کوئی کتاب نہیں

میں نے سر سید احمدؒ صاحب کو سو روپیہ اسلیئے دیا تھا۔ کہ تم جو تصنیف کرو وہ مجھے بھیجدو آخری دم تک اسنے اپنے وعدہ کو پورا کیا ہے۔ میں نے اس کی تصنیفات کو خوب پڑھا ہے میں دنیا کے مقتدا اون سے بے خبر نہیں برہم ازم کی کتابیں پڑھی ہیں سب سے بڑی کا فرقہ برہمو ہے۔ میں اسکو مذہبی رنگ میں آریوں اور عیسائیوں سے زیادہ خطرناک سمجھتا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ برہمو نرم ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ یہ بہت ہی گرم ہیں یہ آلہی غضب کے نیچے ہیں

جو تمام انبیاء علیہم السلام کو مکالمہ آلہیہ کے دعوی میں جھوٹا سمجھتے ہیں۔

میں یہ بھی علم اور بصیرۃ سے کہتا ہوں میں نے انکی کتابوں کو درستی سے پڑھ لیا ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی کتابیں لکھتے ہیں میں انہیں چند منٹ میں پڑھ لیتا ہوں انہوں نے انبیاء علیہم السلام کو کذاب (معاذ اللہ) مانا ہے۔ اور جو کچھ نرم ہیں انہوں نے دعویٰ رسالت کو جنون یا دروغ مصلحت آمیز کہا ہے۔ غرض اس ساری تحقیقات کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ

قرآن کریم ہی کامل کتاب ہے۔

اور پھر جب قرآن مجید میں تدبر کیا اور سالہا سال تک تدبر کیا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ

محمد رسول اللہ سے بڑھکر کوئی نمونہ اسپر عملدرآمد کا نہیں

کتاب و سنت

پھر بخاری سے بڑھکر کوئی کتاب تاریخی روایات کے لحاظ سے نہیں اسکے ماورا ہمارے سلسلہ میں قرآن کو کتاب اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عملدرآمد کو سنت کہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ چند مثالیں دوں تاکہ جو تفرقہ ان میں ہے۔ وہ معلوم ہو جائے۔

جب بخاری امام نہ ہوئے تھے تو بھی وہ مسلمان تھے نماز پڑھتے حج روزہ زکوٰۃ اعمال الاسلام کا پابند تھے اس سے معلوم ہوا کہ یہ علم جو ارکان اسلام اور اعمال کا انکو تھا وہ اسی سنت متواتر کے ذریعہ انکو ملا تھا۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابھی امام نہ ہوئے تھے۔ اور فقہ نہیں لکھی گئی۔ محیط اور مبسوط کے مسائل منہ سے نہ نکلے تھے تو کیا وہ مسلمان نہ تھے؟ کیا ہدایہ اور قدوری پڑھکر وہ مسلمان ہوئے تھے۔ نہیں بلکہ وہ جس ذریعہ سے نیک تھے۔

افمن یعلم انما انزل الیک من ربک الحق
کمن ھو اعمیٰ انما یتذکر اولوا الالباب
الذین یوفون بعھد اللہ ولا ینقضون المیثاق
والذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل
ویخشون ربھم ویخافون سوء الحساب ۝ و
الذین صبروا ابتغاء وجہ ربھم واقاموا
الصلوٰۃ وانفقوا مما رزقنٰھم سرا وعلا
نیۃ ویدرءون بالحسنۃ السیئۃ اولٰئک
لھم عقبی الدار ۝ جنٰت عدن یدخلونھا
ومن صلح من اٰبائھم وازواجھم وذریٰتھم
والملٰئکۃ یدخلون علیھم من کل باب ۝ سلٰم
علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار ۝ و
الذین ینقضون عھد اللہ من بعد میثاقہ
ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون
فی الارض اولٰئک لھم اللعنۃ ولھم سوء
الدار ۝ اللہ یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر
وفرحوا بالحیوٰۃ الدنیا وما الحیوٰۃ الدنیا فی
الاٰخرۃ الا متاع ۝

علم و جہل

ایک علم ہوتا ہے اسکے مقابہ میں ایک جہل ہوتا ہے ساری انسانی خوبیان اور سارے کمالات علم صحیح کیساتھ وابستہ ہین اور سارے دکھہ درد اور مصائب جہل سے ملے ہوئے ہین علم ہوتا ہے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے. علم ہوتا ہے رسولوں کی معرفت حاصل ہوتی ہے. علم ہوتا ہے اللہ کی کتابوں سے آگاہی ملتی ہے. علم ہوتا ہے تو ضروریات کا استخراج کرتے ہین علم ہوتا ہے تو عجائبات مخلوقات کا مطالعہ کرکے اپنے منافع کی اشیاء کو جمع کرتے ہین اسی علم کے عجائبات مین سے سٹیم انجن ہین میرے اپنے مطلب اور مذاق کے موافق اس سے کتابین چھاپنے کا کام لیا جاتا ہے اور بعض کے مذاق کے لیئے اخبار ناول اور ہر قسم کی تصنیفات چھاپی جاتی ہین اور انسانی زندگی کی بہت سی ضروریات اس سے وابستہ ہین اسی کے ذریعہ سے سفر کی سہولتین پیدا کی ہین. چنانچہ ریل اور جہاز کے سفر آسان کر دیئے ہین پھر ہزارون ہزار کارخانے کہانے پینے پہننے کی اشیاء کے اور سونے اٹھنے سواریون کے آرام کے اس سے چلتے ہین. مگر جن کو کامل علم نہین وہ تکالیف برداشت کرتے ہین.

یہ علم کا ایک نظارہ ہے

علم دین کا ہو یا دنیا کا اگر صحیح ہو وہ ہر حال مین انسان کے لیئے راحت اور آسایش کا ذریعہ ہوتا ہے عجیب غریب انسان دنیا کا جسکا نام ابراہیم ہے. (علیہ السلام) وہ اپنی دعا مین اسی لیئے کہتا ہے ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ

انسانی کمالات کی تقسیم

انسان مین دو قسم کے کمالات ہین ایک جسم کے آرام کے لیئے اور دوسرے روح کے لیئے جسم کے آرام کے لیئے کہانے پینے پہننے مکانات عیش و آرام اور سواریون کے سامان معلومات کے سامان دوستون سے ملنے کے سامان بیویون اور بچون سے تعلقات اور انکے عجیب دلخوش کن شواغل قوم مین عزت و وقار ہے اور دوسرون پر حکومت کرنیکے یہ جسمی آرام ہے ایکطرف تو اس آرام کی خواہش دوسری طرف جسم کے لیئے ایک وقت محدود کر دیا بلکہ کل یوم ھو فی شان فرمایا صوفیائے تو یہان تک لکھا ہے کہ انسان ہر آن مین فنا ہو کر نیا بنتا ہے. جو حالت ہماری باپ کے جسم مین (برنگ نطفہ تھی) وہ آج نہین پھر جو ماں کے پیٹ مین تھی وہ بھی نہین پھر بچے تھے جوان ہوئے. اور بڑھاپے مین اور ہی قسم کے اعضا ہوتے ہین غرض یہ مسلم بات ہے کہ یہ جسم ہر آن معرض تحلیل مین رہتا ہے اگرچہ ڈاکٹرون مین بحث ہے کہ تین سال بعد یا سات سال بعد یہ جسم بدل جاتا ہے. مگر مین تو یہی مانتا ہون. کہ ہر آن تحلیل اور تبدیل ہوتا ہے. پھر جب ایسے فنا پذیر کارخانہ کے لیئے اسقدر اخبار کتابین تمدن کی طاقتین بھیجی گئی ہین. جو ایک آن مین الگ ہو جاتا ہے. تو

دائمی تعلق کے تقاضے کے لئے کیا کچھ ہوگا؟

ایک روح ہے اس مین ایک تڑپ ہے کہ ہم ضائع نہ ہون جب سے انسان پیدا ہوا ہے. میرا یقین ہے کہ اسی وقت سے اسنے طلب کیلئے ہاتھ پیر مارے ہین اور ہمیشہ اس مین ایجادات اور ترقیون کا سلسلہ جاری رہا ہے؟ کسقدر دوائین نئے دن ایجاد ہوتی رہتی ہین. کیون؟ مطلب صرف یہ ہے. کہ فنا ظاہری بھی طاری نہ ہو

فطرتی تقاضے پورے ہوتے ہین

جس قدر قوی انسان کو دیئے گئے ہین. اسکا سامان بھی ساتھ ہی عطا فرمایا گیا ہے. مینے دیکھا ہے جب فطرتی قوی دیئے گئے ہین اسکا سامان بھی ساتھ ہی عطا فرمایا گیا ہے. آنکھ لی ہے تو خدا کے فضل کے نیچے میری نظر مضبوط اور محفوظ ہے. وہ تکان محسوس نہین کرتی اسکے ساتھ ہی مین دیکھتا ہون فطرت مین عجیب عجیب خوشنما نظارے موجود ہین ہر چیز جو جمال رکھتی وہ اسے خوش کرتی ہے قدرت کی دلچسپیان دیکھ دیکھ کر مین دیرتون خوش رہتا ہون مجھے کتابون کا شوق ہے. انہین دیکھکر بہت ہی خوش ہوتا اور قدرت کے تمام نظارے (جو آنکھ کو اپنی طرف محو کرتے) بڑھکر اس نظارہ سے مسرور ہوتا ہون. کبھی مین شاعر ہوتا تو کتابون کی سطرون اور الفاظ کو خط و خال سے تشبیہ دیتا. غرض آنکھ کی دلچسپی اور سرور کے لیئے جمال کا سامان دنیا مین موجود ہے

پھر فطرت نے کان دیئے ہین وہ عمدہ بات سننا چاہتے ہین. خواہ وہ کامیابی کی کوئی خبر ہو خواہ عمدہ آواز ہو. خواہ صحت و عافیت کا نسخہ ہو. بہرحال قدرت نے کان کے لیئے آواز کا سامان دیا ہے.

میری ناک مین خاصیت ہے کہ نہایت ہی عمدہ گلاب کا عطر جو پچاس ساٹھ روپیہ تولہ کا ہو وہ اسے بہت خوش کرتا ہے پھر بو باس راحت کا موجب ہوتی ہے. غرض فطرت نے اس کیلئے بھی سامان دیا ہے.

میری زبان ذوق کا علم رکھتی ہے. وہ قسم قسم کے عمدہ سے عمدہ کہانے کبھی نمکین کبھی مرچ کے مزے میٹھے پھیکے سیٹھے ترشی اور شیرینی ملاکر غرض ہر قسم کے مزون سے زبان لطف اٹھانا چاہتی ہے. اور خدا کا شکر ہے کہ یہ سب سامان اسکے لیئے موجود ہین.

پھر میری زبان قسم قسم کا بولنا چاہتی ہے. عجیب عجیب قسم کے مضمون اٹھاتی ہے اور اسکا سامان موجود ہے.

اسی طرح ہاتہ پاؤن اور بعض دوسرے اعضا ہین جنکا اگر نام لین تو بعض شاید اسے خلاف تہذیب قراردین مگر مین کامل انسان کے اجزا مین انکا کال دیکھتا ہون یہانتک کہ اگر وہ کمزور ہون تو ایسے شخص کو مردون کی فہرست سے خارج کرکے نامرد کہا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر) فطرت نے ان تمام اعضا کی سیری اور سرور کا سامان رکہا ہے۔ جب ٹہلنے پر آتے ہین تو بعض موقعہ پر درشتی اور بعض موقعہ پر نرم ملائم عجیب بہد بخشتا ہے۔ کوئی مخفی طاقت اور راز ہے۔ جو عورتون کے میکنے سے بدن مین جوش پیدا ہوتا ہے غرض ان تمام قواعد قویہ سے یقین پڑتا ہے اور مین اس سے بہی اعلیٰ یقین پر ہون۔ کہ

روح مین بقاکی تڑپ ہے

اگر ڈڑہ کروڑ اور سنکہہ درسنکہہ سال بہی حیاتی ملے لیکن جب اس مین فنا ہو پہر وہ میرے دل کو خوش نہین کرسکتی

عارضی نجات پر قصہ اس موقعہ پر مجہے ایک عزیز کی بات یاد آئی۔ وہ ہندو تہا۔ اور پہر مسلمان ہوگیا۔ اسکو ایک آریہ نے کہا کہ تم ہم مین واپس آ جاؤ۔ ہم تمہین ملانیکو طیار ہین اسپر اس نے اس آریہ کو کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ مجہے ابدی نجات کی تڑپ ہے اور یہ تمہارے ہان نہین ہے۔ یہان مجہے یہ خوشی تو ہے کہ ابدی نجات ملے گی اسپر آریہ کو خاموش ہونا پڑا۔

روح کی فطرتی تڑپ غرض روح مین ایک تڑپ ہے مین تو اپنی روح کی شہادت دے سکتا ہون مینے ان لوگون کو دیکہا ہے جو قریب تہا کہ خودکشی کرلین یہ نظارے ہمنے طبیب ہونے کی حیثیت سے دیکہے ہین لیکن جب ہمنے انکو کہا کہ ایسا سامان کر دیتے ہین جس کیوجہ سے تم ایسا کرتے ہو تو انہون نے بیحد مسرت ظاہر کی کیون؟ وہان بہی بقاکی فطرت کام کرتی ہے

میرا اپنا دل چاہتا ہے۔ کہ روح ابدالاباد کے لیئے ہو۔ پہر انبیاء علیہم السلام کی تعلیم عطاء غیر مجدوذ ہے تو ایسی خوش ہوتی ہے۔ کہ اس نبی کے قدم چوم چوم کر قربان ہو جاؤن مین سچ سچ کہتا ہون کہ یقین ہی سکہون کا موجب ہے۔

مین علیٰ وجہ البصیرۃ کہتا ہون کہ میرا مولیٰ بیکتا ہے۔ وہ تمام مذہب جو فنا ہونیوالے ہین یہ سکہہ نہین دے سکتے اسلیئے مین ان سب سے بیزار ہوگیا اور تمام ان تعلیمون سے بیزار ہوگیا جن سے بقائے روح کا مسئلہ صاف نہین ہوتا۔

خدا تعالیٰ کا قانون ہے کہ اسنے فطری خواہشون اور تقاضون کی سیری کا سامان مہیا کیا ہے روح بقا چاہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ آواز دیتا ہے۔ ہان ہم دینگے روح علم چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کہتا ہے ہم علمی ترقی دینگے یہ علمی ترقی کہانتک ہوگی؟

مین یقیناً کہتا ہون کہ اس کی کوئی حد نہین اسلیئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (جنکو مین اپنی بصیرت کے لحاظ سے کمالات جسمانی روحانی اور نبوت کا خاتم اور اس کے علاوہ سب مین کامل انسان یقین کرتا ہون) کو بہی یہ تعلیم ہوتی ہے۔

قل رب زدنی علماً

تو اسنے علم کی ترقی مانگ جبکہ تمام نبوتون رسالتون اور کمالات کے خاتم انسان کامل کو علمی ترقی کے لیئے یہ دعا سکہائی جاتی ہے۔ تو اس کلمہ کو دیکہکر اور پڑہکر دل اور بہی باغ باغ ہوگیا۔ کہ یہ بہی اسی بقائے ابدی کا کرشمہ ہے بس یہ تعلیم ہے۔

جو اسلام کیلئے متوالا کرتی ہے

اپنے بعض کشوف مین نے اس موجودہ ڈہیر مین بعد الموت لوگون سے ملاقات کی ہے۔ اور جنت و جہنم کے حالات اور نیکیون اور بدیون کے متعلق اپنے سوال کئے ہین ہماری صحبت مین رہنے والے ان قصص سے واقف ہین اور بعض کے نام سے بہی واقف ہین مین چہوٹا سا تہا مینے ایک شخص کو دیکہا۔ وہ بہت مضمحل ہو رہا تہا مینے اسے کہا کہ کیا تم بیمار ہو اسپر اسنے پکڑ کر ایک عورت کو میرے سامنے کیا اور کہا کہ اس کے عشق کی اب بہی سزا دیتے ہین مجہے اس واقعہ پر عورتون سے ایسی نفرت ہوئی کہ ماں کا چہرہ بہی ناگوار ہوگیا یہان بعض وہ لوگ بیٹہے ہین کہ جو اس قصہ سے واقف ہین ہمارے گہر مین ایک عورت روٹی پکاتی تہی مینے کہا کہ روٹی ڈیرے پر بہیجدیا کرو وہ اتفاق سے ہین اسجگہ گیا جہان کی وہ عورت تہی جو مجہے دکہائی گئی۔ پہر اس محلہ مین گیا جہان کی عورتین بہت حسین ہوتی ہین چونکہ وہان میری وجاہت تہی مینے عورتون کے ایک گروہ کو کہا کہ مائیو ذرا ٹہر جاؤ۔ وہ ٹہر گئین۔ اور مینے غور سے دیکہا تو وہ لڑکی ان مین مجہے نظر آئی مینے ان عورتون کو کہا کہ اس کو ذرا میرے پاس بہیجدو۔ انہون نے اسے ڈہکا دیکر آگے کردیا۔ مین نے اس سے اسکا نام پوچہا جو اس نے بتا دیا۔ اس کے بعد مینے ایک شخص سے جو اس مرے ہوئے سے واقف تہا پوچہا کہ وہ کسی پر عاشق تہا۔ وہ یہ سن کر حیران ہوگیا۔ اسنے کہا کہ مرتے وقت اسکا سر میری ران پر تہا اور میرے اور اللہ تعالیٰ یا اس لڑکی کے سوا کسی کو معلوم نہین کہ وہ کسی پر عاشق ہی ہے مینے کہا عشق و مشک را نتوانست نہفت

کلّمہم الموتیٰ تک تو نوبت پہنچ چکی تہی۔ اسپر جب مینے یہ حالات بتلائے۔ تو اسے بہت تعجب ہوا۔ مگر اس واقعہ نے میرے قلب پر بہت اثر کیا۔ اور مجہے عورتون سے حد سے زیادہ نفرت ہوگئی۔ اور خوف غالب ہوگیا مگر مینے اس واقعہ کو ایمان کے لیئے مفید پایا۔

کیونکہ ایمان خوف اور رجا کے درمیان ہوتا ہے

پہر مینے ایک شخص کو دیکہا کہ بہشت مین ہے عرفات مین ہے وہ سمان ابتک میری آنکہون کے سامنے ہے مین اسے جانتا تہا کہ وہ شرابخوار اور عیاش تہا۔ مینے اس سے پوچہا کہ تمہارا گذر یہان کیونکر ہوا۔ اسنے جواب دیا کہ میری غریب الوطنی پر رحم ہوگیا۔ بعد اس کے ہمنے ایک آدمی سے اس کی بابت پوچہا۔ تو اسنے کہا کہ وہ سررشتہ دار تہا متوالا رہتا تہا ایک روز کچہری سے نکلکر گہر کو آیا۔ مگر وہ گہر نہین پہونچا اس کے متعلق بہت دریافت کیا ابتک پتہ نہین اس واقعہ پر دو سال گزرنے کے بعد ایک دوست آیا اسنے کہا کہ وہ مرگیا جب پوچہا کہ کہان تو اسنے کہا کہ وہ پاپیادہ حج کے لیئے بمبئی جا رہا تہا کلیانی مین پہونچکر مرگیا تب اسکی غریب الوطنی کی حقیقت مجہپر کہلی کہ دل مین کیسی سچی توبہ کی تہی۔ اور وہ خدا تعالیٰ نے قبول کرلی یہ باتین مین ان لوگون کے لیئے پسند کرتا ہون۔ جو مجہے راستباز یقین کرتے ہین اور مجہے ان باتون کے پہونچانے

ٹورنے منٹ کے انعامات کا جو جلسہ مدرسہ مین کیا گیا تہا مینے اس مین اپنے خیالات کا اظہار کیا تہا اور عملی رنگ مین قریبًا ایک سو روپیہ کی کتابین اس موقعہ پر طلباء مین تقسیم کرنیکے لئے دی تہین۔

جناب مولوی صدر الدین صاحب نے اس موقعہ پر جہان میری تائید کی وہان انہون نے بتایا تہا۔ کہ خاص طور پر بعض احباب کو انہون نے انعامات کے لیئے لکہا ہے۔ چنانچہ یہہ تقسیم انعام کا جلسہ ان احباب کی غائبانہ توجہ کا کرشمہ تہا۔ اس موقعہ پر تقسیم انعام کی جلسہ کی تقریب سے افسوس ہے فائدہ اٹہانیکی کوشش نہین کیگئی۔ مینے اس تقریب کے متعلق اعلان کرتے وقت بیان کیا تہا۔ کہ تقسیم انعام کے متعلق مولوی صاحب بیان کرینگے مگر احباب کو وہ موقعہ نہ ملا۔ جو انعام کیلیئے باقاعدہ ایک تحریک کی جا سکتی اور بعض **خصوصیات انعام** کے طریق کے لیئے پیش کیجاتیں۔ بہرحال انعام دینا بڑی ضروری تحریک ہے۔ خدا نے توفیق دی تو مین پہر کہونگا۔ غرض چند نامعلوم احباب کی توجہ سے یہ انعام دیا گیا۔ اور اس مین دو قسم کے انعام تہے۔ اول ان طلباء کے لیئے جو دینیات مین اول ہو دوم انکے لئے جو اپنی جماعت مین اول رہی بعض ہندو طلباء کو بہی انعام ملا۔ اسلیئے کہ وہ اپنے مضامین مین اول تہے۔

یہہ انعام خانصاحب **محمد حسین خانصاحب** جج میرٹھ نے اپنے ہاتہ سے تقسیم کیا اساتذہ مین تعلیمی شوق پیدا کرنیکے لیئے قابل ہیڈ ماسٹر نے ایک انعام شاخہائے تعلیم الاسلام کے لیئے رکہا تہا جو منشی سکندر علی صاحب مدرس شاخ دینیات تلونڈی کو ملا۔ ہمارے ہیڈ ماسٹر صاحب کی یہ کارروائی ہر طرح تحسین کے قابل ہے۔ اس سے پیشتر کہ انعام تقسیم ہوتا۔ ایڈیٹر الحکم نے ایک بچہ عبد الباسط کو پیش کیا جو **غیر احمدی** ہے اور ابہی مدرسہ مین نو وارد ہے۔ اس نے اپنے تجربہ پر لوگونکو اپنے بچے یہان بہیجنے کی تحریک کی ہے جو مضمون پڑہا مینے اسے قبل از وقت دیکہ لیا تہا اور کہین کہین مناسب اصلاح بہی کر دی تہی تاہم خیالات اور انکی ترتیب اسکی اپنی ہے بعض لوگ غالبًا اس مضمون کو دوم مڈل کے ایک بچہ کی قابلیت سے بڑہا ہوا پائیں مگر میرے نزدیک یہ معمولی امر ہے۔ اصلمو کریہ لڑکا نہایت ذہین اور مضمون رس ہے۔ اسکو خدا کے فضل سے معقول اور رستین بات کہنے کا مذاق ہے۔ اللہ تعالی نے چاہا اور اپنا فضل کیا تو یہ لڑکا بولنے والا ہوگا۔ کئی ہزار کے مجمع مین دوسرونکا مضمون بہی نہین پڑہا جا سکتا چہ جائیکہ وہ اپنا مضمون پڑہ دے جو لوگ جلسہ مین موجود تہے انہون نے دیکہا ہے کہ اس نے کس جرأت سے اسے پڑہا بہرحال وہ مضمون حسب ذیل ہے۔ (ایڈیٹر)

بزرگان قوم! مین بڑی جرأت کے ساتہ آپکے پلیٹ فارم پر کہڑا ہوتا ہون۔ اس معزز جگہ پر میرے جیسے کمسن بچے کا کہڑا ہونا اور کچہ کہنا بہتون کے لئے تعجب اور حیرت کا موجب ہوگا۔ مگر مین اپنے دلی جوش سے مجبور ہون مین خیال کرتا ہون آپ مین سے بہت ہی کم میرے جاننے والے ہونگے۔ اور مین پسند کرتا ہون۔ کہ مین اسی طرح غیر معروف رہون۔ صاحبان! مینے اپنے گہر مین اور اپنے بزرگ اہلحدیث کے فخر باپ کے ساتہ رہکر اس مضمون پر عام مسلمانون کے خیالات کو سنا ہے کہ مسلمان دن بدن کمزور ہوتے جاتے ہین۔ کیا دنیوی پہلو سے اور کیا دینی پہلو کے لحاظ سے مسلمانون کے تنزل پر بحث کرنا اور اس بڑے مجمع مین میرے جیسے کم عمر اور کم علم بچے کا کہنا بہت بڑی جرأت ہے۔ مگر مین یہ عرض کئے بغیر نہین رہ سکتا کہ مسلمانون کی کمزوری اور تنزل کا اصلی سبب قرآن مجید کی علمی اور عملی لحاظ سے چہوڑ دینا ہے۔

قرآن مجید کی تعلیم پر دنیاوی تعلیم کو مقدم کیا گیا ہے اور عملی حالت تو جس حد تک گر چکی ہے۔ وہ آپ سے پوشیدہ نہین ہے۔ جو لوگ دنیوی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے ہین انہون نے مسلمانون کی دوبارہ ترقی کے لیئے یہی ایک راہ قرار دی ہے۔ کہ مسلمان انگریزی تعلیم کی اعلےٰ قابلیت پیدا کر لین اور اعلیٰ درجہ کی ڈگریان حاصل کرین تاجرون سے اگر پوچہا جائے تو وہ مسلمانون کی ترقی کے لیئے تجارتی راہ بتائینگے میری سمجہ مین اس قسم کے خیالات صرف دوسری قوم کی موجودہ ترقی کو دیکہکر پیدا ہوئے ہین۔

مسلمانون نے دوسری قومون کو خوشحال اور آسودہ حال دیکہا تو جس طرح سے انہون نے دنیوی ترقی حاصل کی اسی کو اپنے لیئے رہنما قرار دے دیا۔ حالانکہ اگر وہ سوچتے تو انہین معلوم ہوتا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاک جماعت کو یعنی صحابہ کرام کو یورپ کے علوم و فنون نہین پڑہائے تہے بلکہ انکو سیدہا سادہ مسلمان بنایا وہ خدا کے فرمانبردار بندے اور اپنے رسول کے قدم بقدم چلنے والے تہے انکی تعلیم کا کورس قرآن مجید تہا جسنے انکو دنیا مین ایک ایسی نامور قوم بنا دیا کہ وہ ساری دنیا کے استاد مانے گئے اور عرب سے نکلکر مشرق مغرب مین پہیل گئے پس اگر مسلمان پہر کوئی ترقی حاصل کرین اور اس گری ہوئی حالت سے اٹہنا چاہتے ہین تو اس کے لیئے ایک ہی راہ ہے کہ قرآن مجید کو مضبوط پکڑین اور مسلمان اپنے بچون کی تعلیم قرآن شریف سے شروع کرین۔

صاحبان! آپکو یہہ سن کر اور بہی تعجب ہوگا کہ مین آپکے سلسلہ مین شامل نہین ہون مگر مینے **مختلف وعظون** اور خطبون مین سنا ہے کہ جو شخص انسان کا شکریہ ادا نہین کر سکتا۔ وہ خدا کا بہی شکرگزار نہین ہو سکتا۔ اسلیئے مین یہہ کہنے مین مضایقہ نہین کرتا کہ اس مدرسے مین داخل ہونیکے بعد مینے چار مہینے کے اندر تجربہ کیا ہے۔ کہ اس اصول پر یہان تعلیم دینے کی کوشش کیجاتی ہے۔ مین اپنے بزرگ شیخ یعقوب علی صاحب کا صدق دل سے شکر گزار ہون جو میرے یہان آنیکا موجب ہوئے۔ خدا تعالیٰ ان پر اور انکی اولاد پر بہت بڑے انعام کرے۔ پہر مین اپنے والد بزرگوار کی مہربانی اور فراخدلی کا بہی شکر گزار ہون کہ انہون نے میرے حال پر رحم فرما کر مجہے یہان بہیجنا منظور فرما لیا۔ مین آپ مین سے ان صاحبان کو مبارکباد دیتا ہون جنکے بچے یہان تعلیم پاتے ہین۔ کیونکہ وہ نیک استادون کی نگرانی کے نیچے ہین اور انکی مذہبی پابندی کا خاص خیال رکہا جاتا ہے۔ مین اس بات کو بہی خوشی سے ظاہر کرتا ہون کہ باوجود اس کے کہ مین آپ لوگون کے بعض عقائد سے متفق

نہیں ہون لیکن مجہے کبہی کسی استاد یا شاگرد نے اس قسم کی چہیڑ چہاڑ نہیں کی بلکہ حضرت مولوی صاحبان جو مجہپر کمال درجہ کی مہربانی اور شفقت فرماتے ہیں فرمایا اگر کوئی تم سے کسی قسم کی مذہبی چہیڑ چہاڑ کرے تو مجہے فوراً اطلاع دو۔ تو بہی یہ خوشی کی بات ہے کہ عام مذہبی تعلیم کی حفاظت کے لئے یہان سامان ہین پس آپ لوگ اسوقت کو غنیمت سمجہو اور اپنے بچون کو یہان تعلیم حاصل کرنیکے لئے بہیجو مین پہر اس امر کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہون کہ مسلمانون کے لیئے ترقی کی اصل راہ یہی ہے۔ کہ وہ قرآن مجید کی علمی اور عملی تعلیم کی طرف توجہ کرین۔ اور تمام تعلیم پر اسے مقدم کرین جب تک یہ نہیں ہوگا۔ مسلمان ذلت کے گڑہے سے نہیں نکل سکتے۔ اب مین آپکا زیادہ وقت نہین لینا چاہتا۔ امید ہے کہ آپ میرے ان خیالات کو قدر کی نگاہ سے دیکہیں گے اور جس طرح پر آپ اپنے گہر مین اپنے چہوٹے چہوٹے بہالے معصوم بچون کے لفظ سن کر خوشی کا اظہار کرتے ہین۔ اگرچہ ان مین سے بہت سی باتین زبان دانی کے لحاظ سے غلط ہوتی ہین اسی طرح میری ان باتون پر آپ نظر کرین گے اب مین دعا کرتا ہون کہ خدا تعالیٰ ہم سب کو سچا مسلمان بنالئے

عبداللہ سط طالبعلم دوئم مڈل مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

احمدیہ کانفرنس

تقسیم العلم کے بعد نہایت ضروری اور قومی کام کی روح احمدیہ کانفرنس ہی

احمدیہ کانفرنس قومی کامون سے دلچسپی اور مذاق پیدا کرنیکا زبردست ذریعہ ہے۔ مجہے جہانتک جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ سے اس مضمون پر گفتگو کرنیکا موقعہ ملا ہے۔ اور احمدیہ کانفرنس کو زیادہ مفید اور کام کی چیز بنانیکے متعلق تبادلہ خیالات کرنیکا اتفاق ہوا ہے۔ وہ احمدیہ کانفرنس کی ایک باقاعدہ کانسٹیٹیوشن بنانیکو طیار ہین اور میرا خیال ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ چاہے۔ تو اگلے سالانہ جلسہ پر احمدیہ کانفرنس وسیع پیمانہ پر ہوسکیگی اور اسکا باقاعدہ کانسٹی ٹیوشن ہوگا۔ بہرحال احمدیہ کانفرنس کے لیئے بورڈنگ ہوس کا وسیع ہال تجویز کیا گیا تہا۔ مختلف جماعتون کے سکرٹری اور پریسیڈنٹ اور دوسرے عہدہ دار موجود تہے کانفرنس مین پیش ہونیوالے امور قبل از وقت بذریعہ ایک سرکلر لیٹر کے انجمنون کے پاس بہیجے گئے تہے اور انجمنین انپر کسی حد تک غور کر چکی تہین۔ کانفرنس کے پریسیڈنٹ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب بالاتفاق مقرر ہوئے۔ اور بعض مضامین پر دلچسپ مباحثہ ہوا جس سے معلوم ہوا کہ قومی کامون سے دلچسپی کا مذاق بڑہ رہا ہے اسوقت ضرورت نہیں کہ مین ان مباحثون کی کچہہ بہی تصریح کرون۔ بلکہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ بحث و مباحثہ کے بعد جو...... ریزولیوشن کانفرنس میں پاس ہوگئے انہین یہان درج کردیا جاوے اور وہ یہ ہین۔

امورات جو کانفرنس مین پیش ہو کر طے ہوئے

(۱) بجٹ جس پر عمل ہورہا ہے پاس شدہ ہے۔ اسپر کسیکو کوئی اعتراض نہین ہے۔

(۲) رپورٹ پیش ہو کر منظور ہوئی۔

(۳) یہ سوال کہ جس صورت مین کہ صدر انجمن کا مالی سال ستمبر مین ختم ہوتا ہے کانفرنس انجمنہائے احمدیہ کے لیئے بہترین وقت کونسا ہے۔ پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ بجٹ حسب معمول سالانہ جلسہ صدر انجمن احمدیہ کے موقعہ پر کانفرنس مین پیش ہوتی رہے۔

(۴) یہ سوال کہ اسلامی مشن کا قائم کرنا یورپ یا امریکہ مین ضروری ہے۔ مگر اس کے لیئے پہلے سرمایہ کو بہم پہنچانا نہایت ضروری ہے۔ اس کے لیئے فنڈ کہولا جائے۔ اور کم از کم تین چار سال کا سرمایہ جمع ہونے پر یہ قدم اٹہایا جائے۔

(۵) چندہ تعمیر کی وصولی کا خاص انتظام کا سوال پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ جو تجویز مجلس معتمدین نے کی ہے کہ سب احباب اپنی ایک ایک ماہ کی آمد چندہ تعمیر کے لیئے دین اسکے عملدرآمد مین لانیکو یہ کانفرنس نہایت ضروری سمجہتی ہے سب انجمنین اسکے متعلق بہت جلد تحریک کرکے فہرستین مرتب کرین۔

(۶) ماہوار آمدنی کی افزائش کی تدابیر اور باقاعدہ وصولی انتظام کا سوال پیش ہو کر فیصلہ ہوا۔ کہ سب انجمنون کو پوری سعی کرنی چاہیئے۔ کہ چندون کا بقایا نہ رہے۔ اور اپنے اپنے ضلعون مین شاخون کا انتظام پختہ کرین مجلس معتمدین تحصیلوں اور ضلعون کے سوال پر غور کرکے اس کے لیئے عملی تجاویز کرے جس سے انجمنوں کو وصولی چندہ مین مدد ملے اور مناسب ہے کہ بعض احباب اپنی خدمات وصولی چندہ کے لیئے وقف کرین۔

(۷) انجمن ہائے احمدیہ کے اپنے اپنے سالانہ اجلاسون کا سوال پیش ہو کر فیصلہ ہوا۔ کہ اس کانفرنس کی رائے مین سالانہ جلسون کو قطعی طور پر بند کرنا مناسب نہین بلحاظ مقامی ضروریات کے اگر کوئی انجمن سالانہ جلسہ کی ضرورت محسوس کرے تو مجلس معتمدین مقامی حالات پر اور اس پر کہ اسکا اثر اصل چندون پر نہ ہو غور کرکے ایسی اجازت دیسکتی ہے۔

صدر کانفرنس میان محمود احمد صاحب۔ سکرٹری سکرٹری مجلس معتمین

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

25 مارچ

"ختم نبوت"

۲۴ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء کو بعد نماز ظہر و عصر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنی تقریر شروع کی اس تقریر کے اہم مضمون کے لحاظ سے ہمنے اسکا عنوان ختم نبوت تجویز کیا ہے اسلیئے مینے اس عنوان کو پسند کیا تا وہ لوگ جو اپنی کوتاہ فہمی اور عداوت کیوجہ سے ہمین متہم کرتے ہین کہ ختم نبوت محمدیہ کے قایل نہین وہ دیکہین اور غور کرین کہ کیا جس قوم کا امام ختم نبوت پر ایسے لطیف دلائل پیش کرتا ہے۔ اور ایسے متواتر مجمع مین جب کہ اسکی قوم کے ادنیٰ و اعلیٰ ہر حصہ کے لوگ جمع ہین جس مجمع مین انکو اپنے اصل عقائد اور اغراض کا قوم کے ذہن نشین کرانا ضروری ہے ...... امید کیجاتی ہے کہ یہ تقریر انشاءاللہ العزیز بہتون کی ہدایت کا موجب ہوگی واللہ یہدی من یشاء (ایڈیٹر)

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ط
بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

اوصاف ان مین اور اپنے مین فرق کہکے دکہاؤ بغیر شاہد کے عامل شہادت منظور نہین یعنی زبانی لاف وگزاف کسی کام کی نہین جب تک اعمال اسپر گواہی نہ دین اگر تم نے اعمال صالحہ سے اپنے عقاید کی تصدیق نہ کی تو تم مین اور یہود منش مسلمانون مین کیا فرق ہے۔ اور تمہین احمدی ہونیکا کیا فخر ہے بلکہ زبانی احمدی ہونا تمہارے لیئے باعث تباہی وخرابی ہو وہ تو اندھے ہین تم آنکھون والے ہوکر بہر اندھے بنتے ہو وہ تو بیخبر ہین تم خبردار ہوکر بیخبری اختیار کرتے ہو لہذا تم ضرور اپنی اس غفلت یا شرارت کا خمیازہ بھگتو گے اور خدا کی نظر مین بدعہد اور بدکردار ٹھہروگے اور خدا کا غضب تمپر ان سے پہلے نازل ہوگا۔ اور تم بہی عذاب آلہی کے شکار ہوگے اور تمہین بہی طاعون ہلاک کریگی۔ نیز دنیا مین بہی تمہاری عزت برباد ہوجاویگی اور تمہارا رعب نہین رہیگا تم اپنے امام کے نصائح پر عمل کرو تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرو خدا سے ہر وقت ہراسان و ترسان رہو توبہ و استغفار کو اپنا وظیفہ بناؤ نیک کام کرو حلال روزی کہاؤ دنیا کو حلال طریق سے کماؤ۔ اور پاک طرز سے اسے استعمال کرو۔ فخر و تکبر ریا فریب خود غرضی سے پرہیز کرو۔ جہوٹ سے ایسی نفرت کرو جیسے سؤر سے کرتے ہو وعدہ خلافی ہرگز نہ کرو کہ اس سے خدا تعالیٰ اور اسکے بندے نفرت کرتے ہین۔

تاویلون سے برے کام کو اچہا نہ بناؤ۔ کہ یہ یہود کا شیوہ ہو یہ مسیح کی جماعت کا طریقہ نہین ہونا چاہیئے۔

زنا اور اسکے متعلقات سے ایسا بچو جیسا کہ سانپ سے ڈر کر بہاگتے ہو کیونکہ سانپ کا کاٹا ہوا تو کبہی بچ بہی سکتا ہے۔ مگر زنا کا مارا ہوا بری موت سے مرتا ہے۔ کسی سے دشمنی نہ رکہو۔ خصوصاً احمدی بہائیون سے کل زمانہ کو چہوڑ کر تم نے اپنی احمدی برادری کیلیئے ہے اگر اس برادری مین بہی پہوٹ اور دشمنی ہوگی تو آرام کس طرح پاؤگے۔ سارا جہان تو دشمن ہے گہر مین تو محبت اور شفقت اختیار کرو۔ ورنہ تم سے زیادہ بے نصیب اور کون ہوگا بقول شخصے ؎ دہوبی کا کتا نہ گہر کا نہ گہاٹ کا

محبت کو بڑہاؤ۔ جو خدا کے لیئے دو شخص آپس مین محبت کرتے ہین۔ انہین قیامت کے دن عرش کے سایہ مین جگہ ملے گی جہان اور کوئی سایہ نہین ہوئیگا دنیا مین بہی جس کے دوست زیادہ ہین وہ امن و آسائش سے رہتا ہے۔ جس کے دشمن زیادہ ہین وہ بلاؤن مین گرفتار ہوتا ہے۔ اسلیئے دوست زیادہ بناؤ دشمنونکی تعداد کو گہٹاؤ۔ اگر ایک لاکہہ خرچ کرکے بہی ایک دوست میسر آوے تو سودا سستا ہے۔ دشمن بنانا تو آسان ہے۔ دوست بنانا مشکل ہے۔ تم احباب کے دائرہ کو وسیع کرو اور دشمنی کے دائرہ کو ایسا تنگ کردو کہ گویا مٹادو

تم سود سے ایسا پرہیز کرو جیسا کہ سؤر سے اگرچہ احمدی احباب سود بہت کم کہاتے ہین مگر کہلانیوالے بہت ہین۔ اور سمجہدار اور بادنیا احباب بہی اس مین مبتلا ہین۔ ایک صحابی کا تو نام لو کہ وہ بعد ممانعت کے سود کہاتا تہا یا کہلاتا تہا۔

جب تمہارا امام محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہین اور خلیفۃ المسیح ابوبکر صدیق کا تو تم مین سے ہر شخص صحابی کا بر قدم ہوگا جسے کہ تو صحابہ کا نمونہ ہو اور کام انکے برخلاف کرو عیب ہے۔

تمہاری وضع ظاہری بہی مسلمانون جیسی ہو دور سے پہچانے جاؤ کہ مسلمان ہو انگریزی لباس سر ٹوپی نہ پہنو کہ اس مین کرانی ہو بیکار ہوکر لگتا ہے۔

ڈاڑہی نہ منڈاؤ دہوتی نہ باندہو کہ ہنود و معلوم ہو پاجامہ ٹخنے سے نیچے نہ لٹکاؤ۔ کہ اس کی اسلام مین مخالفت ہے شملہ ضرور چہوڑو کہ یہ سنت ہے السلام علیکم کہنے دل سے کیا کرو بیمار پرسی اور جنازہ کے ساتہ جانا اور کی دعوت قبول کرنا یہ کام بہی نہایت ضروری ہین بلکہ آپس مین ان کامون کی ایکدوسرے کو تاکید کرو تسبیح مصلا ساتہ ساتہ نہ لیئے پہرو۔ کہ یہ دکہاوا ہے

یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافہ

اے مسلمانو! اسلام مین پورے پورے داخل ہو جاؤ ادہورا کوئی کام اچہا نہین تہوڑا سا بہی نقص بڑی خرابی پیدا کرتا ہے۔ روٹی اگر کچی رہجاوے تو پیٹ مین درد پیدا کرتی ہے۔ اور چاول اگر ذرا خام رہجائیں تو کہانیوالے کو ہلاک کر دیتے ہین اسی طرح دین مین بہی نقص جہنم مین داخل کرتا ہے مناسب ہے کہ جس طرح حضرت صاحب نے تمہین تعلیم دی ہے۔ اسپر مضبوط ہوکر جاؤ آپس مین یکدل و یکزبان رہو اور دشمنون سے پرہیز کرو۔ اپنے امام کے اعدا کو لڑکیان نہ دو۔ کہ اس مین احمدیون کی ہتک ہے اور ان بیچاریون پر ظلم۔

ہر ایک جماعت اپنے اپنے مقام مین ایک مسجد ضرور بناوے جماعت سے نماز کا اہتمام کرو۔ کہ اس مین بہت برکت ہے شیعہ کی طرح علیحدہ علیحدہ نماز نہ پڑہا کرو کہ یہ اسلام کے بالکل برخلاف ہے۔ اسکا انجام اچہا نہین رہتے رہتے کسی دن نماز سے ہی رہجاؤگے۔

زکوٰۃ اسلام کا ضروری فرض ہے۔ اس کے ادا مین سستی نہ کرو۔ ورنہ تمہارے رہتے سہتے حال بہی غارت ہوجائینگے۔ زکوٰۃ امام کی موجودگی مین علیحدہ علیحدہ دینا ٹہیک نہین بلکہ احسن طریق یہ ہے کہ خلیفۃ المسیح صاحب کی خدمت مین قادیان مین سالانہ یا ماہانہ ارسال کیا کرو۔ اور اس فرض سے احسن طریق سے سبکدوش ہوا کرو۔ اگر اس طرح نہ کروگے تو شاید دینے کے ہی نہین۔ اور خدا کے عذاب مین گرفتار ہوکر خوار ہوجاؤگے اور تمہارے اموال مین برکت نہین رہے گی۔ نیز قادیان کے ضعفاء کا بہی خیال رکہا کرو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کل باہر رہنے والونکو ضعفاء مدینہ منورہ کی امداد کے لئے تاکید فرمایا کرتے تہے۔ بلکہ امراء سے ضعفا کے لیئے زور سے چندہ لیتے تہے۔ یہ قصہ مشہور ہے واللہ اعلم

حج بیت اللہ بہی ایک ضروری فرض ہے جسکا رواج ہماری احمدی جماعت مین بہت کم ہے۔ ہماری جماعت اس فرض کے ادا سے بالکل غافل نہین مگر اس کام مین زیادہ جوشیلی نہیں ہے مناسب ہے کہ اس فرض کو بہی خدا کا فرض سمجہکر احمدی مالدار ضرور ادا کیا کرین۔ انشاءاللہ اس عاجز کا ارادہ امسال حج کا ہے جو بہائی امسال جانا چاہین وہ اپنا نام لکہوادین تاکہ ہم اکٹھے حج کو چلیں اور سب ایک جہاز مین سوار ہون۔ اور علاوہ بوقت حج کے ایکدوسرے کی خدمت کا ثواب حاصل کرین۔ دکہہ درد میں آپس میں کام آدین اور یہی ایک اہم فرض ہے خصوصاً امرا کے لیئے جن میں سستی

بہت ہوتی ہے۔ اور عیش پسندی کے سبب سے بیمار بنے رہتے ہیں نیز زمینداروں کو بڑی مشکلات پیش آتے ہیں مگر اس فرض کا ادا کرنا بہت ضروری ہے کسل کے سبب سے روزہ سے جان چھڑانی اور حیلہ و حوالہ سے روزہ سے بچنا مسلمانوں کا کام نہیں بیمار اور مسافر کو روزہ رکھنا بھی ایک قسم کا گناہ ہے جیسا کہ تندرست کو نہ رکھنا ہمیں ہر پہلو سے اسلام پر قائم ہونا چاہیئے۔

تکلف بھی ایک سخت عیب ہے اس سے بچو مہمانداری سنت انبیاء ہے۔ اسے اختیار کرو تمہارے ہاں نیک مسلمان ہو مسافر پردیسی اور مہمان نوازی بڑا پیارا طریقہ ہے جسکو اکثر لوگوں نے ترک کر دیا ہے۔ تم اس پاک عادت کو نہ چھوڑو۔ تاکہ تم پر اللہ تعالیٰ کا رحم ہو۔

الصدقہ تطفی غضب الرب۔ صدقہ خدا تعالےٰ کے غضب کو فرو کرتا ہے تم صدقات و خیرات کی عادت کرو۔ تاکہ قہر الٰہی تم سے دور رہے۔ اور سرسبز و نہال ہو اور تم پر کوئی بلا نازل نہ ہو تمہارے ۱؎ جاویں اور کوئی تمہارا ۲؎ اپنی آمد سے ۳؎ بڑھاؤ۔ ورنہ شیطان کے بھائی بنجاؤ گے۔ اور ناشکری کی سزا پاؤ گے۔ قرضدار ہو گے پھر وعدہ خلاف اور جھوٹے ہو گے آخر دنیا اور دین میں ذلیل ہو جاؤ گے پھر پچھتاؤ گے پہلے سوچکر کام کرو تاکہ انجام کار ندامت نہ اٹھانا پڑے اپنی طاقت سے بڑھکر بوجھ نہ اٹھاؤ جسقدر خدا نے تمہیں بخشا ہے۔ اس میں گذارہ کرو کسی کی ریس نہ کرو ورنہ کسی ابتلا میں مبتلا ہو گے۔ اور شرمندگی اٹھاؤ گے

۱؎ دشمنوں کے وار ۔ ۲؎ … ۳؎ خرچ کو زیادہ نہ بڑھاؤ اور اسراف سے بچو

توبہ و استغفار کو اپنا وظیفہ بناؤ۔ قرآن شریف کی تلاوت کا ورد رکھو۔ بامعنی قرآن شریف پڑھو اور سیکھو درود اور کلمہ کی کثرت رکھو تاکہ تم پر خدا تعالیٰ کا فضل نازل ہو الحمد شریف بھی جسقدر ہو سکے پڑھا کرو۔

خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ رکھو اپنی چالاکی اور ہنر پر مغرور نہ ہو دین و دنیا کی فلاح خدا تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے نہ کسی کے علم و ہنر و لیاقت پر دعا آفات کو ٹالتی ہے دعا ہر مشکل کو حل کرتی ہے اس سے بڑھکر کوئی ہتھیار نہیں دعا اور صدقہ سے دین و دنیا میں نجات ملتی ہے۔ بڑی بڑی مشکلیں حل ہو جاتی ہیں۔ عالی سے عالی مرتبہ دین و دنیا میں حاصل ہوتا ہے خدا بھی دعا سے ملتا ہے اس سے بڑھکر اور کیا چاہتے ہو۔

ماں باپ کی خدمت کیا کرو انکی دعائیں لیا کرو دین و دنیا کی بہتری حاصل کرنیکا یہ مجرب نسخہ ہے۔ بڑوں کی عزت کرو چھوٹوں پر شفقت فرماؤ صلہ رحم کی قرآن شریف میں نہایت تاکید ہے۔ جو قطع رحم کرتا ہے۔ خدا کی رحمت سے محروم رہتا ہے۔ نرمی بڑی عمدہ صفت ہے اللہ تعالیٰ مجھ اور تمہیں نرمی کی عادت عطا فرماوے مجھے اس کی آخر عمر میں قدر معلوم ہوئی ہے۔ اور تھوڑا اسلیئے اسے اختیار کیا ہے اس میں بہت فوائد ہیں جو پورا اس پر عمل کریگا وہ پورا فائدہ اٹھائیگا۔

بدگمانی سخت عیب ہے۔ لیکن یہ مرض اسقدر ہے کہ جسکا کچھ ٹھکانا نہیں لوگ خدا تعالیٰ پر بھی بدگمان ہیں رسولوں پر بھی بدگمان تھے اور ہیں آپس میں بھی بدگمانی رکھتے ہیں ماں باپ پر بھی لوگ باوجود اسقدر شفقت و کرم کے بدگمان ہوتے ہیں میاں بیوی میں بدگمانی عام ہے۔ خدا تعالیٰ اس مرض سے تمہیں اور ہمیں بچاوے اور محفوظ رکھے آمین۔ تہجد کی نماز بہت عمدہ ذریعہ نجات و ترقی دارین ہے۔ اگر خدا تعالیٰ توفیق بخشے تو پڑھا کرو پو پھٹنے سے پہلے عجب عالم نور ہوتا ہے۔ اسوقت دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور ترقی مدارج کے حاصل کرنیکا بہت عمدہ وقت ہے دعا اوقات میں بھی تاثیر ہوتی ہے تہجد کیوقت سے زیادہ قبول دعا کا اور کوئی وقت نہیں ہے کسی نے کیا اچھا شعر کہا ہے۔ **شعر**

صبح صادق مرہم کافور دار در بغل
گر علاج زخم عصیان میکنی بیدار باش

صاف دل اور پاک باطن بنو دہوکہ بازی اور ریاکاری سے پرہیز کرو خصوصاً جسقدر ہو اس سے زیادہ اپنے آپکو نیک و پاک ظاہر نہ کرو۔ تاکہ لوگ تمہاری تعظیم کریں۔ اور دوست بنکر کسی سے دشمنی نہ کرو۔ دل اور زبان کو موافق بناؤ۔ اور دہوکہ سے روپیہ نہ کماؤ آخر ایکدن مرنا ہے۔ دنیا میں تو احمق بن کر گالیاں کھا رہے ہو لیکن خدا تعالیٰ سے ایسا سچا تعلق پیدا کرو کہ وہ تم پر رحمتیں بھیجے۔ ایسا نہ ہو کہ دنیا کی لعنت کیساتھ خدا کی لعنت بھی ہو پھر کہیں ٹھکانا نہیں ملنے کا متفق رہو اتفاق سے کام کرو اگرچہ اب مسیح تو تم میں نہیں ہے لیکن اس کا خلیفہ تو موجود ہے۔ اس کے حکم سے باہر قدم نہ ہو دنیاوی کام ہو یا دینی اسکو صلاح سے کیا کرو اسی کے حکم اپنے پر مقدم رکھو کیونکہ خدا نے اسے خلیفہ مقرر فرمایا ہے جب تک خدا تعالیٰ اس سلسلہ میں خلفاء مقرر فرماتا رہیگا تب ہی تک یہ سلسلہ حق پر رہے گا۔ جس دن انسانی ہاتھوں میں یہ کام آ گیا۔ تو سلسلہ تباہ ہو جائیگا یہ وقت غنیمت ہے اسکو غنیمت سمجھو۔

غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

مینے تمہیں موٹی موٹی باتیں سنائی ہیں اس کے دو باعث ہیں ایک تو یہ کہ مجھے باریک مسائل اور قرآن شریف کے حقائق و معارف آتے نہیں۔ نہ مجھے وارد ہوتے ہیں بلکہ سنے سنائے ہیں۔ دوسرا یہ کہ جو انسان بھوکا ہو اسے عطر ملنا اور پھولوں کے ہار اس کے گلے میں ڈالنا یا پان دالائچی کھلانا عبث ہے۔ سو ضروری مسائل ایسے ہیں جیسے کہ روٹی اور حقایق و معارف ایسے ہیں جیسے کہ عطر پھول وغیرہ میرے خیال میں بھوکے کو پہلے کھانا کھلانا چاہیئے۔ پھر بعد اس کے اگر میسر ہو تو عطر پھول پان الائچی وغیرہ بھی پیش کرے مینے خیر خواہی سے جو مجھے میسر تھا پیش کر دیا ہے۔ اس میں تاثیر کا پیدا کرنا اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ میرا مولا اسے قبول فرماوے اور مجھے اور آپکو عمل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

تقسیم انعام کا جلسہ

میر صاحب قبلہ کی تقریر کے بعد تقسیم انعام طلباء کی تقریب تھی اور یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ طلباء کو سالانہ جلسہ کے موقعہ پر انعام دیا گیا۔ میں انعامات کے سلسلہ کو ہمیشہ مفید سمجھتا ہوں۔ اور اس کمی کو محسوس کرتا رہا ہوں چنانچہ گزشتہ

اندازہ ہو سکتا ہے۔ پھر عظیم فضل آپ پر کیا اب غور کرو کہ جسکو یہ دو عظمتیں حاصل ہوں اور فضل عظیم اور خلق عظیم والا جسکا مقتدا ہو اور نہیں کسی اور کی رتبہ ہی کیا ہو سکتی ہے آ وہ ہو خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم۔

کتاب اللہ پھر جو کتاب اس جل شانہ نے اس کامل انسان صاحب خلق عظیم و فضل عظیم پر نازل کی اسکے لیے دو گواہیاں میں پیش کرتا ہوں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان لہ لحافظون نلا اور پھر فرماتا ہے: یا تیہ الباطل من بین یدیہ و لا من خلفہ

پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا آپ وعدہ فرمایا اور دوسری آیت میں یہ فرمایا کہ باطل اسپر اپنا اثر نہیں کر سکتا۔ اب جس کتاب کا محافظ حق سبحانہٗ ہو اور وہ آیندہ کیلئے پیشگوئی کرتا ہے۔ کہ اسکو باطل کبھی چیر نہیں سکینگے۔ تو ہمیں سائنس کا کیا ڈر اور کسی اندرونی یا بیرونی حملے کا کیا خوف؟

مینے ہمیشہ یہ ظاہر کیا ہے کہ جسقدر سائنس اور دیگر علوم ترقی کرینگے ... کے کمالات کا اظہار ہوگا۔

اس کتاب کو لیکر ہمیں کسی حملے سے دنیا میں رہکر گھبرانے کی حاجت نہیں کیونکہ ہمیں یقین ہے۔ اور تجربہ نے بتا دیا ہے

کہ نہ اس میں تحریف ہوگی اور نہ یہ دنیا سے اٹھے گی

بس یہ کتاب کامل کتاب ہے۔ اور یہی خالق فطرت نے بتا دیا ہے تو اسپر کسی حملے کا ڈر نہیں اور نہ گھبرانیکی حاجت ہے ہاں اگر ڈر ہے۔ تو اسبات کا کہ بعض گھروں سے نکلکر دوسرے گھروں میں چلی جائیگی۔ تو پچھلے بزرگونکی روح کو کیسا ملال ہوگا۔ بس خوف ہے تو یہ ہے **کہ کوئی اسکی اتباع سے نہ نکلجاوے۔**

موجودہ حالت موجودہ حالت میں میں دیکھتا ہوں کہ کچھ امرا ہیں کچھ علما اور سجادہ نشین ہیں اور کچھ وہ نوجوان ہیں جو قوم کے لیئے کالجوں میں تعلیم پانیکی طیاریاں کر رہے ہیں جب عملی رنگ میں یہی لوگ مذہبی امور میں سست ہوں تو عوام مخلوق کا کیا حال ہو سکتا ہے۔ اسلیئے سورۃ والعصر مینے پڑھی ہے۔ اور میرا مطلب اس میں یہ ہے

کہ زمانہ جس طرح پر تیزی سے گذر رہا ہے اسی طرح ہماری عمریں تیزی سے گزر رہی ہیں جس طرح وہ آناً فاناً گزر رہا ہے۔ اسی طرح سے وہ ہر آن اپنا اثر ہماری عمروں پر ڈال رہا ہے اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ شریف میں جہاں **انسانی عمر** کے اس طرح تیزی سے گزرنیکی طرف متوجہ کیا ہے۔ ساتھ ہی اس سورہ میں اس کا علاج بتایا ہے۔ کہ تمہیں زمانہ کی پروا نہیں اگر ہمارا حکم مان لو۔ اس حکم کی تعمیل سے تم زندہ جاوید ہو جاؤگے اور وہ یہ ہے۔ کہ

آپ مومن بنو اور اعمال صالحہ کرو۔ دوسرے کو مومن بناؤ اور حق کی وصیت کرو۔ حق کے پہونچانے میں تکالیف سے نہ ڈرو اور صبر و استقلال سے کام لو۔

وصیۃ الحق اس علاج پر اگر مومن عمل کرے اور اس کو اپنا دستور العمل بنالے تو یقیناً یقیناً وہ ہمیشہ کی زندگی پا لیگا۔ بہر حال یہ سورۃ العصر وہ سورۃ کریمہ ہے۔ کہ جب صحابہ کرام آپس میں ملتے تھے تو اسکو پڑھ لیا کرتے تھے۔ آج تم اور ہم بھی ملے ہیں اور نہیں معلوم آیندہ ہمیں ملنے کا موقعہ ہوگا یا نہیں اسلیئے مینے اس **سنت پر عمل کرنیکی نیت** سے اس سورۃ کو پڑھا ہے اور مینے چاہا ہے۔ کہ

وصیت الحق کے طور پر تمہیں سنا دوں

سنو! میں اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہوں کہ وہ اپنی ذات میں یکتا اپنی صفات میں بے ہمتا اپنے اسماء اور افعال میں لیس کمثلہ شیئ ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے ملائکہ پر ایمان رکھتا ہوں جو تمام نیک تحریکوں کے محرک ہیں اور ان پر ایمان لانیکی یہی غرض ہے۔ کہ ہر نیک تحریک پر انسان عمل کرے

میں اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں پر ایمان رکھتا ہوں۔ خواہ انکا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ یا نہیں وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے راستباز بندے تھے۔ اور انہوں نے مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا کلام اپنے اپنے وقت پر پہونچایا۔

میں اسبات پر بھی ایمان رکھتا ہوں کہ تمام نبوتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئیں بلکہ میں اسبات پر ایمان رکھتا ہوں اور بصیرۃ اور شرح صدر کے ساتھ کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف تمام نبوتوں کے جامع اور خاتم تھے میں پھر کہتا ہوں کہ آپ **خاتم النبیین خاتم الرسل** اور **خاتم کمالات انسانی** تھے یہ میرا یقین ہے کہ تمام انبیاء اور تمام اولیا اور تمام انسانی کمالات کے آپ جامع اور خاتم ہیں اور اب آپ کے بعد میرا وہم بھی تجویز نہیں کرتا کہ کسی شخص میں ایسے کمالات ہوں۔ میں اس کے متعلق حضرت صاحب کا ایک شعر سناتا ہوں

اے درانکار وشکے زان شاہ دین
خادمان وچاکرانش را ببین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے لیئے جب ہم کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کیسے پاک گروہ تھے تو یہ قصہ معلوم ہوتا ہے۔ تمہارا وجود اس گاؤں میں خود گواہی ہے کہ اللہ تعالیٰ

احمدؐ کا غلام بننے سے کیا فضل کرتا ہے

اسی طرح میں خدا کی تقدیر حشر و نشر اور ایسا ہی جنت و نار پر ایمان رکھتا ہوں میں اب تمکو اسبات کی طرف متوجہ کرتا ہوں

ہمارے مذہب کا معیار کہ مینے لمبا خطبہ نہیں سنایا۔ میری غرض یہ بھی ہے۔ کہ میرے پھر تقریر کرنے تک اگر کوئی اور تمہیں تقریریں سنائیں یا باتیں بتائیں گے تو ہمارے مذہب اور معتقدات کا یہ معیار ہوگا۔

اگر اس کے موافق کوئی بات ہو تو ہماری طرف سے سمجھو اور اگر اسکے خلاف ہو تو وہ ہمارے عقائد کے مطابق نہیں۔

گورنمنٹ کا شکریہ اسلام چونکہ حق کے اظہار کے لیئے آیا ہے۔ جیسا کہ اس سورۃ سے ظاہر ہے اسلیئے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جہاں تمہیں دین کی بہت سی باتیں پہونچائی ہیں وہاں ہم تم کو دنیا کی ایک بات سناتے ہیں مگر دنیا کی نہیں ہم اسے **دین ہی سمجھتے ہیں۔**

اور دین ہی سمجھکر کہتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ کہ ہمارے سارے دنیا کے کام بلکہ دین کے بھی سب کام امن پر موقوف ہیں اگر امن قائم نہ رہیگا تو کوئی کام نہیں ہو سکے گا جسقدر امن بڑھکر ہوگا۔ اسی قدر حق کا ابلاغ عمدہ طور سے ہوگا اسواسطے **ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ امن کے حامی رہے**

آپنے طوایف الملوکی مین جو کہ معظمہ مین تھی خود رہ کر اور عیسائیون کی سلطنت مین جو حبشہ مین تھی صحابہ کرام کو رکھکر ہمین یہ تعلیم دی ہے۔ کہ ہمین کس طرح کی زندگی بسر کرنی چاہیے۔ امن زندگی کے ذرایع مین سے امن ہے اگر امن نہ ہو تو کسی طرح کا کوئی کام دین یا دنیا کا عمدگی سے نہین کر سکتے۔ اسلیئے مین تمہین تاکید کرتا ہون۔ کہ

امن کی کوشش کرو

اور امن کیلیئے ایک تو طاقت کی ضرورت ہے۔ جو گورنمنٹ کے پاس ہے دوسرے **نیک چلنی** اور **گورنمنٹ کی اطاعت** اور **وفاداری** تمہارا **فرض** ہے مین اس امر کو کسی کی خوشامد کی غرض سے نہین بلکہ **حق** پہونچانیکی غرض سے کہتا ہون کہ

امن پسند جماعت بنو

تاکہ ہر قسم کی ترقیون کا تمکو موقع ملے۔ اور جیسے زندگی بسر کرو اس کا بدلہ مخلوق سے مت مانگو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرو اور اسی سے مانگو۔ یہ خوب یاد رکھو کہ **بلا امن** کوئی مذہب نہین پھیلتا اور نہ پھول سکتا ہے پس **تم امن کے قائم رکھنے** مین ہمیشہ گورنمنٹ کا وفاداری سے ساتھہ دو۔

مین اسکے ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہون کہ حضرت صاحب کی کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کے اس احسان کا بدلہ اگر امن کے قایم کرنیکے لئے کوشش کرین تو اللہ تعالیٰ اسکا نتیجہ ضرور دیگا۔ اور اگر خلاف ورزی کرینگے تو اس کے بد نتیجہ کا ضرور منتظر رہنا پڑیگا۔

پھر اس کے بعد ایک اور بات کہتا ہون کہ باہم محبت کو بڑھاؤ اور بغضون کو دور کرو اور یہ محبت بڑھ نہین سکتی جب تک کسی قدر تم صبر سے کام نہ لو اور صبر کرنیوالے کیساتھ آپ خدا ہوتا ہے۔ اسواسطے صبر کرنیوالے کو کوئی ذلت نہین پہونچ سکتی۔

اتفاق کی تاکید چوتھی اور آخری بات جو مین کہنی ضروری سمجھتا ہون یہ ہے کہ فتح اسلام مین حضرت صاحب نے جن پانچ شاخون کا ذکر کیا ہے اور ان مین چندہ دینے کی تاکید کی ہے مثلاً آپ کی تصانیف کی اشاعت آپکے اشتہارات کی اشاعت لنگرخانہ کو مضبوط کرنیکی تاکید اور مہمانخانہ کی ترقی کی اور آمدورفت مین بعض اوقات خرچ کرنے پڑتے ہین اور مکان بنانے پڑتے ہین۔ انہین انفاق کی تاکید کی ہے مین بھی

حضرت کی اس تاکید پر تاکید کرتا ہون

مہمانخانہ کی طرف آپ کی سستی ہے اسے چھوڑ دو مین دیکھتا ہون کہ مثلاً جس طرح پیر ایک مرتبہ جاتا ہے اور کام یہان ہوتے ہین۔ ان مین

لنگر اور دینی مدرسہ

بہت کمزور رنگ مین ہے۔ ہماری بھائیونکو چاہیئے کہ ان دونون امور مین توجہ اور انفاق سے کام لیں پھر یہی تاکید کرتا ہون کہ یہان چندلوگ کتابین بیچتے ہین اور وہ **اخلاص** سے کام لیتے ہین ان مین دو چار آنہ کی مدد دینے سے دریغ نہ کرین۔

ایک ہمارے دوست مولوی حسن علی صاحب مرحوم نے بڑے اخلاص سے ایک کتاب **تائید حق** لکھی ہے۔ اور حضرت صاحب کی زندگی مین وہ کتاب شایع ہوئی ہے۔ اسکی کئی سو جلدین یہان پڑی ہین احباب اسکی طرف توجہ کرین دو چار آنہ کی کتاب ہے۔

میری یہ باتین تمہین اسلیئے بتائی ہین کہ تمکو دین اور دنیا دونونکا وعظ کردون اسلیئے نہین کہ میری کوئی غرض ہو میری عمر کا بہت بڑا حصہ گذر گیا ہے۔ اور اللہ کے محض فضل سے بہت ہی عمدہ گزر گیا ہے تھوڑے دن باقی ہین مین مخلوق کے سوال مین اپنی ہمت کو ضایع کرنیکی ضرورت نہین سمجھتا۔

(پھر حضرت نے استراحت کے بعد دوسرا خطبہ مسنون پڑھکر جمعہ کی نماز پڑھائی)

میر صاحب قبلہ کا لیکچر

نماز جمعہ کے بعد جیسا کہ پروگرام مین درج کیا گیا تھا حضرت میر صاحب قبلہ کا لیکچر رکھا گیا تھا میر صاحب کے لیکچر کا مضمون الدین نصح تھا۔ میر صاحب نے اپنے لیکچر کی ابتدائی دنیا کی عام حالت اور پیشہ ورون کی قابل اصلاح صورت سے کی اس لیکچر کا آخری حصہ خصوصیت سے قابل غور ہے۔ اسلیئے مین میر صاحب کے لیکچر سے اسی حصہ کا اندراج یہان ضروری سمجھتا ہون جو اس لیکچر کی جان ہے۔ (ایڈیٹر)

اما بعد واضح ہو کہ دنیا مین ضرورت کیوقت ہر ایک جسمانی و روحانی سلسلہ قایم ہوا کرتا ہے (یہ سنت اللہ ہے) ایک مدت تک اسکا قیام رہتا ہے۔ آخر بسبب لوگون کی ناشکری اور سستی اور شرارت کے وہ سلسلہ برباد ہوکر دوسرا سلسلہ پیدا اور جاری ہوجاتا ہے۔

بموجب مفہوم آیت کریمہ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو بنا کر برباد نہین کرتا نہ کسی فرقہ کو عزت دیکر ذلت دیتا ہے۔ نہ کسیکو دولت بخش کر فقیر کرتا ہے نہ کسیکو ملک دیکر چھینتا ہے نہ کسیکو علم و ہنر عطا کرکے بے ہنر و جاہل کرتا ہے۔ یہانتک کہ وہ خود بھی اپنی تباہی کے اسباب نہ پیدا کرین اور اپنی نیک نیتین کو بدنیتیون کے ساتھ تبدیل نہ کرلین اور اپنی نیک اعمال کو بداعمالی مین نہ بدل لین۔ اور اپنی چستی کو سستی نہ بنائیں جب انکی شرارتون اور بداعمالیون کی حد ہوجاتی ہے اور وہ باز نہین آتے۔ اور توبہ استغفار نہین کرتے تب خدا انپر عذاب نازل کرتا ہے۔ اور انکے گناہون اور نافرمانیون کے سبب سے انکی حالت کو بدل دیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی قہر کی آگ تب بھڑکتی ہے جب لوگ اپنے گناہونکا ایندھن خود جمع کر دیتے ہین اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہین کرتا۔ مگر ظالم کو اسکے ظلم کی سزا دیتا ہے۔

یاد رکھو کہ فقط اس سلسلہ مین داخل ہونے سے یا حضرت مسیح علیہ السلام و خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر بیعت کرنیسے نجات نہین ہوتی جب تک پورے پورے قرآن شریف کے محکوم نہ ہو۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اختیار نہ کرو۔ اور مسیح کے فرمودہ کے موجب راہ نہ پکڑو اور متقی اور محسن نہ ہوجاؤ۔ اور اپنی شیطانی برادری اور پچھلے دوستون سے علیحدگی نہ کرو۔ اور اپنے پچھلی کرتوت بکلی نہ چھوڑ دو۔ ورنہ تم مین اور ان مین فرق ہی کیا ہے اعمال اور

جو خدا داد عقل سے کام لیتے ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ تم نے **حق کو پایا ہے**۔ ان یہ خوب یاد رکھو کہ **بیعت کر کے** تم نے اپنے آپکو بیچ دیا ہے۔ کیونکہ یہی بیعت کی حقیقت ہے۔

سنو! بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ حق نہیں بتاتے اسلیئے کہ انکی غرض صرف چند پیسے ہوتی ہے وہ اپنی چندہ سے غرض رکھتے ہیں مگر میں تو چندہ نہیں مانگتا اور نہ مجھے ضرورت۔ مجھے اپنی ذات اور نفس کے لیئے بھی ضرورت نہیں اور اپنی اولاد کے لیئے بھی نہیں میرے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں اور وہ جانتے ہی نہیں کہ ہمارے باپ نے ہمارے لئے کیا چھوڑا۔ میں نے اپنے باپ کی جائداد میں سے ایک روپیہ نقد بھی نہیں لیا۔ مگر میرے خدا نے مجھے بہت کچھ دیا۔ پھر جس نے مجھے دیا میں اپنی اولاد کے متعلق یہ وہم کروں کہ وہ اسے چھوڑ دیگا؟ ہرگز نہیں۔

میں اگر اپنی اولاد کے لیئے یہ فکر کروں کہ ان کیواسطے کچھ چھوڑوں تو مجھسے بڑا احمق کون ہوگا۔ پھر اس حالت میں کہ میں موت کے قریب ہوں کیونکہ بڑھے جوانوں سے زیادہ مرتے ہیں۔ میں تمہیں ایک اصل بتاتا ہوں اسکو ہاتھ کر کبھی نہ چھوڑو۔

جناب الٰہی سے دعا کیا کرو کہ تم سے **غلطی** نہ ہو بہت **استغفار** کرو۔ اور لاحول پڑھو اگر یہ خیال شیطانی ہو تو اللہ تعالیٰ رحم کرے پھر میں ان لوگوں کو جنہوں نے ابھی **بیعت** کی ہے یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ بہت استغفار کیا کریں **استغفار** انسان کو بہت سی بدیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور پھر بدیوں کے برے نتائج سے بچاتا ہے۔ اور استغفار کی جڑ یہی ہے۔

پھر **الحمد شریف** بہت پڑھو الحمد شریف ایک بے نظیر دعا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت اس کے پڑھنے سے پیدا ہوتی ہے۔ مگر اس کے مطالب کو خوب سوچ کر پڑھو اور خوب توجہ سے پڑھو

پھر درود شریف بہت پڑھو درود شریف کے پڑھنے میں اس بات کو یاد رکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی مدارج ہو۔ درود شریف کے پڑھنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بڑھتی جاتی ہے۔ آپکے اتباع کا جوش پیدا ہوتا ہے۔ ملائکہ سے تعلق بڑھ جاتا ہے۔ درود شریف کا کثرت سے پڑھنا بڑا ہی مفید امر ہے۔ پھر **لاحول** بہت پڑھا کرو۔ اس سے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکیوں کے لیئے توفیق اور بدیوں سے بچنے کی توفیق ملتی ہے۔ اور ہر قسم کی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔ یہ میرا اور تمام راستبازوں کا مجرب نسخہ ہے۔ یہ ایک نصیحت ہے جو میں نے تمہیں درد دل سے کی ہے۔ اور محض خدا کی رضا کیلیئے کی ہے اگر دل سے نہیں کی تو پھر خدا پکڑنے والا ہے۔

میں پھر کہتا ہوں اور کھول کر کہتا ہوں کہ مجھے دنیا کی کوئی غرض نہیں اور نہ دنیا طلبی اور جاہ طلبی میرا مقصود ہے صرف

خدا کی رضا چاہتا ہوں

وہ کسی طرح سے راضی ہو جاوے۔ پھر یاد رکھو کہ میں **اجتماع** کو ضروری سمجھتا ہوں۔ **اجتماع** پر خدا تعالیٰ کے بہت بڑے فیضان اور برکات نازل ہوتے ہیں۔ اسلیئے اس کی بہت بڑی تاکید قرآن مجید میں آئی ہے۔ مگر یاد رکھو کہ اجتماع ہمیشہ ایک شخص پر ہی ہو سکتا ہے ایک درخت کی خواہ لاکھ شاخیں ہوں اور سب کی سب پانی میں بھی ہوں تو بجائے اس کے کہ وہ سرسبز ہوں وہ سب کی سب خشک اور مردہ ہو جائینگی بلکہ پانی کو بھی متعفن کر دینگی اسی طرح پر اگر ملان ایک شخص پر اکٹھے نہ ہوں تو ان کی حالت اس درخت کی ٹہنیوں کی سی ہوگی اگر وہ درخت کیساتھ وابستہ رہینگی تو سرسبز رہینگی ورنہ نہیں۔

میں نے الفاظ بیعت میں ایک لفظ بڑھانا چاہا تھا۔ کہ

آپس میں محبت بڑھائیں گے

مگر میں نے دیکھا کہ بعض آپس میں لڑ پڑتے ہیں۔ اسلیئے میں ڈر گیا کہ ایسا نہ ہو یہ لوگ معاہدہ کا خلاف کریں اور پھر معاہدہ کی خلاف ورزی سے **نفاق** پیدا ہو جاتا ہے۔ بہرحال آپس میں محبت بڑھاؤ اس کی بہت بڑی ضرورت ہے ہماری کمزوریاں ہوں تو دعا کرو کیونکہ **دعا** ہی تمام بیماریوں کا علاج ہے۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ توفیق دیگا اگر مجھے موقعہ ہوا تو بہت سی باتیں سناؤنگا۔

خطبہ جمعہ

"عقائد احمدیہ"

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس خطبہ کو عامۃ الناس تک پہونچانے کا خاص اہتمام فرمایا جیساکہ اوپر کہیں ذکر کیا گیا آپ ایک ایک دو دو جملے بیان فرماتے تھے پھر انہیں کو بلند آواز سے دیگر احباب اور آخر خاکسار ایڈیٹر الحکم لوگوں تک پہونچا دیتا تھا اس خطبہ میں حضرت نے عقائد احمدیہ کو اولاً بیان فرمایا اور ازاں بعد جماعت کو اشاعت اسلام کی طرف متوجہ کیا۔ اور پھر اپنے **مطاع** اور امام کے نقش قدم پر چل کر **سلطنت برطانیہ** کی وفاداری فرمانبرداری اور امن کی حمایت کی تعلیم دی اور بالآخر قوم میں وحدت اور باہم اخوت و محبت کا سبق پڑھایا اس خطبہ کو اور حضرت کی تقریر کو ہمارے **مخالف** ضرور غور سے پڑھیں اور خدا کیلئے وہ اپنی آواز اٹھائیں کہ اس کے بعد بھی انکا نور قلب ہمیں **کافر** کہنے کی دلیری کرتا ہے۔

اسی ضمن میں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔ کہ حضرت نے جب خطبہ کے پہونچانے کیلیئے بعض دوستوں سے چاہا کہ بلند آواز سے پہونچائیں تو کسی نے کہدیا جو کچھ اردو زبان میں حضرت فرمائیں۔ وہ دوسرے آدمی کہیں حضرت نے فرمایا نہیں جو کچھ میں کہوں سب کچھ دہراؤ قرآن **ہی تو پہونچانا ہے**۔ ہم کیا اور ہمارے الفاظ کیا اصل **برکت قرآن کریم ہی کے الفاظ میں ہے** یہ فقرہ آپکے اخلاص اور قرآن کریم کی عظمت کے اظہار کے جوش کو ظاہر کرتا ہے۔ (ایڈیٹر)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اما بعد

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

کلمہ توحید | تمام خطبے جو دنیا میں پڑھے جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر آجتک ان کا اندرا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ سے ہوتا ہے

کلمہ توحید اور اسکے تین فائدے اسکا پہلا حصہ ہے۔ لا الٰہ الا اللہ اس کے تین فائدے ہیں

پہلا فائدہ یہ ہے۔ کہ جو شخص اسے باآواز بلند پڑھ لیتا ہے ہم اسے مسلمان اور شرک سے بیزار سمجھ لیتے ہیں اور دوسرا فائدہ اسکا یہ ہے کہ جب اس کے معنوں پر حقیقی طور پر ایمان ہوتا ہے تو ایسا مومن دنیا کے تمام اسباب اور ذرائع کو تب ذریعہ مانتا ہے جب دیکھ لیتا ہے کہ میرا مولیٰ ان کو اسباب بناتا ہے۔ اور اسی نے ان میں تاثیر رکھدی ہے یعنی دراصل وہ سچا موحد ہو کر اسباب پر بھروسہ کرنا بھی شرک سمجھ لیتا ہے۔ یہ اعلیٰ درجہ کی بات ہے (ایڈیٹر) تیسرا فائدہ جس کی شہادت تمام انبیاء علیہم السلام اور تمام اولیا کرام یک زبان ہو کر دیتے آئے ہیں یہ ہے کہ جب اس کلمہ کی کثرت کیجائے اور اسے بار بار سمجھکر دوہرایا جاوے۔ تو اللہ تعالیٰ تک پہونچنے کیلئے اور اس کے قرب کی راہ میں جو حجاب اور پردے ہوتے ہیں وہ آسانی سے بتدریج اٹھ جاتے ہیں۔

فقرہ اول کے دو حصے اس کلمہ کے پہلے فقرہ کے دو حصے ہیں ایک میں لا الٰہ دوسرے میں الا اللہ ہے پہلا حصہ گناہوں کے دور کرنے اور ان سے بچانیکا سامان ہے۔ اور دوسرا نیکیوں کے حاصل کرنیکا ذریعہ (لا الٰہ میں دنیا کے تمام معبودوں محبوبوں اور مطلوبوں کی نفی ہے جو کوئی چیز انسان کی نظر اور ایمان میں محبوب اور مطلوب ہی نہ رہے تو وہ ان امور پر جو گناہ ہیں جھک کیونکر سکتا ہے۔ اصل اشیاء جو اس کے لیئے حلال ہیں وہ بھی جب اسکا مقصود بالذات نہونگی تو جو اسپر حرام ہیں انکی طرف تو وہ توجہ بھی نہیں کر سکتا۔ اس طرحپر یہ پہلا حصہ لا الٰہ گناہوں سے بچانے کا ذریعہ ٹھہرتا ہے۔ کس کس طرحپر ہر ایک گناہ سے انسان اس حصہ پر ایمان لا کر بچ سکتا ہے یہ لمبی بحث ہے دانشمند اس اصل پر جو مینے بیان کر دیا ہے غور کریں۔ الا اللہ سے نیکیوں کی طرف توجہ کیونکر پیدا ہوتی ہے؟ اس طرحپر کہ جب انسان دنیا کے تمام مطلوبات و محبوبات کو فانی اور ادنیٰ یقین کر کے کامل الصفات خدا کیساتھ پیوند کرتا ہے تو پھر اس کی تجلی اس کے تمام جذبات کو اپنی رضا کے نیچے کر لیتی ہے۔ اور اس کا اصل مطلوب ہر امر میں خدا ہوتا ہے پس وہ کسی کام کو کرتا ہی نہیں جب تک وہ اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھے۔ یعنی جہاں ایکطرف اسے نگران حال پاتا ہے۔ وہاں دوسری طرف اس کی رضا اور اجازت کو دیکھتا ہے۔ اس طرحپر وہ نیکیوں کو حاصل کرتا ہے (ایڈیٹر)

کلمہ کا دوسرا جزو پھر اس کلمہ کے ساتھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ کا جملہ اس لئے لگایا کہ آپ نے دیکھ لیا تھا۔ کہ زمانہ گذشتہ میں جو ہادی دنیا کی ہدایت کے لیئے وقتاً فوقتاً آئے ایک زمانہ گذرنے کے بعد انکو معبود بنا لیا گیا۔ اور خدا تعالیٰ کی معبودیت میں انکو شریک کر لیا گیا۔ اس گندسے دنیا کو بچانیکے لئے آپ نے اس حصہ کو رکھا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عبد سمجھیں اور آیندہ چونکہ اس امت میں ولی ہونگے اسلیئے انہیں بھی کوئی معبود قرار نہ دے لے۔

بس میں اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ کو کلمہ کا متمم یقین کرتا ہوں

اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ اس جزو پر ایمان لانیکے کے بدون مومن بن ہی نہیں سکتا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے جو لا الٰہ الا اللہ کا منشا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ پر غور کرتا اور اس کے اسماء اور افعال پر سوچتا ہے تو یقیناً اسے اللہ تعالیٰ کے فرشتوں

ایمان کے ارکان اللہ تعالیٰ کی کتابوں اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور تقدیر اور حشر نشر پل صراط جنت و نار پر ایمان لانا لابدی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے صفات کے ہی ثمرات ہیں اور ایمان باللہ کے لیئے لابد ہے کہ وہ اسکو صفات کاملہ سے موصوف یقین کرے چونکہ اسی نے تقدیر کو بنایا۔ ملائکہ کو پیدا کیا جنت و نار کو پیدا کیا۔ انبیاء علیہم السلام کو بھیجا۔ انکو صحائف دئے اسلیئے ملائکہ پر ایمان لانا۔ خدا کی کتابوں اس کے رسولوں تقدیر۔ حشر و نشر۔ پل صراط جنت و نار پر ایمان لانا ضروری ہو جاتا ہے

ایمان و اعمال پس میرے ایمان میں ایمان باللہ ہو ہی نہیں سکتا جب تک ان باتوں پر بھی ایمان نہ لاوے پھر ایمان کے بعد اسکا اثر انسان کے جوارح پر ہوتا ہے جوارح سے جو امور سرزد ہوتے ہیں۔ انکا نام اعمال ہے۔ انہیں نماز ہے روزہ ہے حج ہے اخلاق فاضلہ ہیں رذائل سے بچنا ہے ایمان باللہ اور ایمان کامل کیساتھ اعمال ہی لابد ہیں قرآن کریم سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا والذین یؤمنون بالاخرۃ یؤمنون بہ وھم علیٰ صلاتھم یحافظون ۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے تو وہ آخرت پر بھی ایمان لاتا ہے یعنی اللہ پر ایمان لانا آخرت پر ایمان لانیکے لئے ضروری ہے۔ پھر اس ایمان کا اثر اعمال پر یوں پڑتا ہے۔ کہ ایسے مومن اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں اور انہیں ضائع نہیں ہونے دیتے پس یاد رکھو کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کا دعویٰ کرے اور با ایں نماز کا تارک ہو اور قرآن کریم کی اتباع میں سستی کرے وہ اپنے اس لا الٰہ الا اللہ کے دعوے میں سچا نہیں جیسا کہ یہ آیت ظاہر کرتی ہے۔

نبوت محمدیہ اس کے بعد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ اس کلمہ میں موجود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اقرار کیساتھ ہمیں ضرورت پڑتی ہے۔ کہ ہم قرآن شریف میں دیکھیں۔ کہ آپ کس درجہ کے انسان تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند معلوم کرنیکے لئے مومنوں کو دو آیتیں جو اونیٰ تعداد شہادت کی ہے۔ سامنے رکھنی پڑتی ہیں ایک جگہ فرمایا

انک لعلیٰ خلق عظیم

دوسری جگہ فرمایا کان فضل اللہ علیک عظیماً

اب غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو عظمتوں کا ذکر کیا ہے ایک تو عظیم اخلاق پر ہوتا ہے۔ بڑا ہوتا ہے پھر جس کو اللہ بڑا بنائے اسکا خیال کرو کہ وہ بڑائی کس شان کی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ جو کامل الصفات ہستی ہے اسکی طرف سے جسکو بڑائی عطا ہو وہ بڑائی ایسی نہیں ہو سکتی جسکا وہم یا اندازہ ہو سکے۔ اور یہ بڑائی ایک اخلاق میں عطا کی اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بے مثل اخلاق کا

فرصت طاقت توفیق زمانہ شباب اور صحیح وسالم زبان اور جفاکش طبیعت دی ہے۔ مگر وہ ان خداداد قوائے اور نعمتوں سے لوگوں کو مستفید نہیں کرتے اور ڈوبتی ہوئی امت کی خبر نہیں لیتے۔ پس میں یہ کہکر اپنے بیان کو ختم کرتا ہوں کہ ہمیں عورتوں کی طرح قاعدین ہوکر گھر میں بیٹھ رہنا نہیں چاہیے۔ بلکہ مجاہدین ہوکر سمجھکر گذرنا چاہیئے۔ کہ زمانہ نازک ہے کیونکہ ان دنوں میں خدا مفید اور کارکن آدمیوں کی لمبی عمر کرنا چاہتا ہے اور دوسرے اقسام کے لوگوں کی چنداں پرواہ نہیں کرتا اور نہ کریگا پس جو کوئی چاہتا ہے۔ کہ اسکی عمر دراز اور آفات زمانہ سے محفوظ رہے اسے چاہیئے کہ وہ خود اپنے اوپر فی سبیل اللہ سفر کی تکالیف وارد کرے پھر خدا ایسا نہیں ہے کہ اسپر اور بھی دوسری تکالیف وارد کرے جو اپنے خود خدا کیلئے اپنے تئیں مصائب اور تکالیف میں ڈالتا ہے۔ خدا اسے آرام میں رکھیگا اور جو خود آرام اور طمانیت سے تسلی یافتہ ہے۔ وہ آس سے جدا کیا جائے گا جو اسکے لیئے آگ میں ہے وہ آگ سے بچایا جاویگا۔ جو اس کیلئے درد مند ہے۔ خدا اُسکے لیئے دردمند ہے۔

ماسٹر صاحب کی تقریر کے بعد شیخ رحیم بخش صاحب نومسلم نے ایک مختصر سی تقریر کی اور اس میں بتایا کہ حضرت مسیح موعودؑ مغفور نے آکر کیا تبدیلی کی ہے۔ اور پھر یہ بھی بتایا کہ عیسائیوں نے ایک عاجز انسان کو خدا بنانے میں بہت بڑی غلطی کی ہے ایکطرف اسے خدا مانا دوسری طرف اسکی انسانی کمزوریوں کا شکار بنایا اور اسکی ایسی حالت انجیل کے ذریعہ دکھائی کہ شرم آجاتی ہے۔ آریوں نے روح مادہ کو ازلی اور غیر مخلوق قرار دیکر بہت بڑا شرک کیا ہے۔ اور اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو حقیقی خدا کا چہرہ دکھاتا ہے۔

پھر ایک نظم کے بعد میاں اللہ دین فلاسفر نے تقریر کی اسکا خلاصہ اور لب لباب یہ تھا۔

مسمریزم والوں نے تسلیم کیا ہے۔ کہ بڑوں پر چھوٹوں کا اثر نہیں پڑ سکتا۔ میں ایک معمولی اور چھوٹا آدمی ہوں اور آپ بزرگ ہیں میرا اثر آپ پر تو نہیں پڑ سکتا۔ لیکن میں صرف چند باتیں کہنی چاہتا ہوں اور وہ یہ ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی دنیا میں آنیکی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ اعلیٰ درجہ کا نمونہ جو اپنے آپکو پیش کرتے ہیں دوسرے لوگ بھی اسی رنگ میں رنگین ہوجائیں خدا تعالیٰ کے حضور بخل اور کمی نہیں ہے۔ اسلیئے ہر شخص جو اس رنگ میں رنگا جاوے وہ خدا تعالےٰ کے فیض کو حاصل کرسکتا ہے دیکھو پانی کے پاس کیسے ہی غلیظ اور ناپاک کپڑے لیجاویں مگر وہ انہیں بالکل صاف کردیگا۔ تو کیا خدا پانی سی (جو اسکی مخلوق ہے) بھی گیا گذرا ہے۔ جو لوگوں کو پاک صاف نہیں کرتا۔ اس مقصد کیلیئے اسنے انبیاء کو بھیجا ہے جو روحانی معلم ہوتے ہیں۔ اور انکا کام مخلوق کو پاک صاف کرنا ہوتا ہے ان سب میں افضل اور سب سے زیادہ پاک صاف کرنے کی قوت رکھنے والے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اسلیئے آپکے متعلق قرآن کریم میں آیا ہے ویزکیہم اور وہ پاک صاف کرتا ہے۔ آپ کی قوت قدسی ایسی طاقتور اور پر اثر ہے کہ اسوقت تک اور قیامت تک بھی آپکے پاک نفس کی بدولت ہزاروں لاکھوں انسان پاک صاف ہوتے رہینگے۔ اسی بنا پر حضرت مسیح موعود مغفور نے فرمایا۔

وآں مسیح ناصری از دم او شد بے شمار

یعنی اسکی قوت قدسی نے بیشمار انسان مسیح ناصری کی رنگ وخصلت پر بنا دیئے ہیں غرض آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی بہت بڑی زبردست ہے۔ حضرت مسیح موعود بھی اس قوت قدسی کا نمونہ ہو۔ اور وہ آپ بھی ہم سب کو پاک کرنا چاہتے تھے۔ اور انہوں نے لاکھوں کو پاک کیا۔

یہ ساری باتیں تقوی سے حاصل ہوتی ہیں اور متقی اولیاء اللہ میں داخل ہوتا ہے۔ قرآن شریف سے یہی ثابت ہے غرض میں یہی عرض کرتا ہوں کہ ہمیں اوپرے رنگوں پر شیدا نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ حقیقی اور دائمی رنگ جو کامل خوبصورتی اپنے اندر رکھتا ہے اسپر عاشق ہونا چاہیئے اور وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لا الٰہ الا اللہ میں اللہ کے معنے محبوب بھی ہیں۔ پس تزکیہ نفس کی ضرورت ہے اور یہ لمبی دعاؤں اور نمازوں سے ہوتا ہے صوفیاء نے اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل تک نماز پڑھے ہیئے ایسی لمبی نمازیں پڑھکر دیکھی ہیں حضرت مسیح موعود نے تین تین گھنٹہ کا بھی سجدہ کیا ہے۔ پس تم کبھی ایک آدھ مرتبہ ہی ایسا کرلیا کرو۔"

فلاسفر کی تقریر پنجابی زبان میں تھی میں نے انکا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھدیا ہے لوگوں نے اسے بہت پسند کیا

اسکے بعد خاکسار ایڈیٹر الحکم نے اغراض سلوموسنگت اور ضرورت واعظین پر تقریر کی اور کہا۔

کہ ہر شخص واعظ کا کام کرسکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود مغفور نے یہ خواہش کی تھی اسلام کی تبلیغ دنیا میں اسی طرح پر ہوئی ہے۔ ہر شخص اپنے پیشہ اور کام کے لحاظ سے دوسرے لوگوں سے تعلق رکھتا ہے اگر وہ اس صداقت کو جو اسنے پائی بغیر کسی قسم کے تکلف کے صفائی سے پہونچا دے تو تبلیغ کا سلسلہ اچھی طرح سے جاری رہتا ہے مباحثوں اور مناظروں کی ضرورت نہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں پہونچتا۔

حضرت مسیح موعود سے خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچادوں گا مبارک ہونگے وہ لوگ جو اسکا ذریعہ ہونگے۔

پھر اسکے ضمن میں بتایا کہ لوگوں کے اعتراضوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ اسلیئے کہ اعتراض ہوتے رہتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا صداقت کے ثبوت کے زبردست دلائل کے مقابلہ میں اعتراضات بے حقیقت ہوتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کیسی درخشاں اور روشن ہے مگر ابتک اسپر نااہل اعتراض کرتے ہیں پھر حضرت مسیح موعود مغفور کے کسی کام پر اگر نکتہ چینی کریں تو کیا؟

واعظ بننے سے بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ انسان اپنے نفس کی اصلاح کے لیئے موقعہ چلتا ہے۔ اگر نمائش یا تکلف کے طور پر بھی وہ اصلاح کرے تو رفتہ رفتہ وہ اصلاح حقیقت بھی اپنے اندر پیدا کرے گی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک مرتبہ نماز میں حصول لذت پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ جس طرح ایک مے نوش یا کوئی اور نشہ استعمال کرنیوالا جبتک اسے پوری لذت حاصل نہو اسے پیتا جاتا ہے

پر پیش کیا جاوے گا۔ یہ سن کر مجھے خوشی ہوئی ہے۔ کہ گورنمنٹ کے اعلیٰ حکام نے بھی اس تجویز کو کہ سلسلہ احمدیہ کا چندہ ایک جگہ اکٹھا ہو کر سلسلہ کیطرف سے پیش کیا جاوے پسند کیا ہے۔ چنانچہ میر حامد شاہ صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سیالکوٹ نے اس سرکلر چٹھی کے پیش ہونے پر جسکا ذکر میں نے ابھی اوپر کیا ہے یہ ہدایت سکرٹری ایڈورڈ میموریل فنڈ کمیٹی کو کی کہ جسقدر چندہ احمدیوں کا اس فنڈ میں لکھا گیا ہے۔ وہ سب رقم سلسلہ احمدیہ کے چندہ میں جمع ہونے کے لئے دیدی جاوے امید ہے کہ جملہ حکام اس تجویز کو پسند فرماوینگے۔ مگر میں اس تحریک میں ایک اور امر کیطرف احباب کو توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ جسکا ذکر مذکورہ رزولیوشن مجلس معتمدین میں بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس معتمدین صرف اسی بات کو کافی نہیں سمجھتی کہ پر وونشل فنڈ میں چندہ پیش کرے بلکہ سلسلہ کے مرکزی مقام میں وہ ایک علیحدہ یادگار بھی اپنی وسعت کے مطابق قایم کرنا ضروری سمجھتی ہے۔ قادیان اس وقت ایک ایسا مقام ہے۔ جہاں دنیا کے دور دور کے کونوں سے لوگ آتے ہیں بلکہ انگلستان اور امریکہ اسٹریلیا وغیرہ سے بھی لوگ آتے ہیں۔ گرد نواح کے دیہات میں کئی کئی میل تک۔ اب قادیان کو وہ گانوں نہیں سمجھا جاتا جو پہلے تھا۔ بلکہ بہت سی اپنی ضروریات کے لئے لوگ اسطرف رجوع کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک ہائی سکول جس میں تین سو تک تعداد طلباء پہنچی ہوئی ہے ایک دینی مدرسہ کئی اخبار میں رسالے کتابوں کی تصنیف کا سلسلہ ان سب امور نے اس قصبہ کو اب ایک خاص وقعت دیدی ہے۔ اور چونکہ پہلے یہ ایک معمولی سا گاؤں تھا۔ جس میں نہ صرف شفا خانہ ہی نہ تھا بلکہ کوئی چھوٹا موٹا طبیب بھی نہ تھا۔ اب ان تمام ضروریات مذکورہ بالا کے لحاظ سے۔ اسجگہ ایک شفا خانہ کا قایم کیا جانا ازبس ضروری ہے۔ اور گو اسوقت ایک معمولی سی ڈسپنسری ہے۔ جو ابتداً اسکول کے طالبعلموں کیخاطر کھولی گئی تھی مگر ان تمام ضروریات کے لئے جسکا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ یہ ڈسپنسری اب کچھ کام نہیں دیسکتی۔ اور وسیع پیمانہ پر شفا خانہ کا ہونا اب از حد ضروری ہو گیا ہے۔ اسلئے

مجلس معتمدین نے اس ضرورت کو محسوس کر کے یہ تجویز کی ہے کہ ہمارے احباب ایڈورڈ میموریل فنڈ میں اس قدر دل کھولکر چندہ دیں کہ علاوہ پر وونشل فنڈ میں معتدبہ رقم بھیجنے کے شفا خانہ کی تجویز کی تکمیل ہو سکے اور شہنشاہ کی یہ یادگار سلسلہ احمدیہ کے مرکزی مقام میں بھی قایم ہو جیسا کہ کل صوبہ کے مرکزی مقام میں قائم ہو گی۔

سو یہ تین تحریکیں مجھے ایک ہی وقت اور سب کو یکساں ضروری سمجھ کر ہی پیش کرنی پڑی ہیں۔ لنگرخانہ کے قرضہ کے لئے تو اگر انجمنیں توجہ کریں تو مقامی ضروریات کے چندہ سے تھوڑی تھوڑی رقم دیکر معقول مدد بہم پہنچا سکتی ہیں۔ تعمیر کے چندہ کے لئے میں پہلے تجویز عرض کر چکا ہوں اور اب صرف یاددہانی کی ضرورت ہے کہ سب احباب اس میں شامل ہوں تاکہ کچھ روپیہ آنا شروع ہو۔ اب تک اس کی طرف کافی توجہ نہیں ہوئی۔ اور نئی تحریک صرف ایڈورڈ میموریل فنڈ کے لئے ہے۔ اس قدر ذکر دینا اور بھی ضروری ہے۔ کہ قادیان میں شفا خانہ کی تجویز میں حضرت میر ناصر نواب صاحب کی قابل رشک کوششوں سے بہت کچھ اسانی ہو گئی ہے۔ کیونکہ شفا خانہ میں رہ کر علاج کرانیوالوں مریضوں کے لئے ناصر وارڈ کیلئے پانچہزار روپیہ چندہ فراہم کرنیکی کوشش میں حضرت میر صاحب موصوف لگے ہوئے ہیں۔ اور بیرونی ہسپتال اور اسکے لئے باقی سامان وغیرہ کا بہم پہنچانا اس تجویز کے ماتحت ہو جائیگا۔

محمد علی سکرٹری مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان

ایوانِ خلافت

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ الاعلیٰ کی صحت ونصیب اعدا اس ہفتہ بھی اچھی نہیں رہی۔ اگرچہ آپ اپنے ان تمام مشاغل دینی میں بدستور مصروف رہے۔ حضرت اقدس کو تھوک کیساتھ خون آنے کی شکایت ہے۔ جس کے متعلق اگرچہ ڈاکٹروں کی رائے ہے۔ کہ یہ خطرناک نہیں۔ تاہم احباب اس خبر کو سننے کے لئے تیار نہیں

اس لئے ضرورت ہے کہ حضرت کی صحت کے لئے خصوصیت سے دعائی جاوے۔ صدقہ کیا جاوے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ اللہ تعالیٰ کی زندگی نہایت قیمتی زندگی ہے اور دلی آرزو ہے کہ عرصہ دراز تک وہ قوم آپ کے فیوض سے بہرہ اندوز ہوتی رہے۔ جو تازہ داغ یتیمی اوٹھا چکی ہے حضرت کے لئے زیادہ کلام طبی طور پر منع ہے۔ مگر یہ قوم حریص ہوتی ہے تبلیغ اور اشاعت دین کی۔ اسلئے باوجود اس کے بھی حضرت اپنے تبلیغی شغل میں کسی نہ کسی پہلو سے مصروف رہتے ہیں۔

۲۶۔ اگست سنہ ۱۹۱۰ء کا جمعہ قادیان کے ساکنین کے لئے ایک عجیب عبرت بخش نظارہ پیش کرتا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح اسی عارضہ کی وجہ سے نہ نماز پڑھا سکتے تھے۔ اور نہ خطبہ پڑھ سکتے تھے

اس لئے آپ نے حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد سلمہ اللہ الاحد کو جمعہ کے لئے امام اور خطیب مقرر فرمایا۔ اور آپ ان کے مقتدی کی حیثیت سے نماز پڑھی۔ ضعف اسقدر تھا۔ کہ ابتدائی سنتیں کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتے تھے۔ بیٹھ گئے۔ سنتیں پوری کیں تو بیٹھ نہ سکے۔ مگر خدا تعالےٰ نے پھر خاص فضل کیا۔ کہ نماز جمعہ آپ نے کھڑے ہو کر ادا کی۔ بعد عصر آپ کی نواسی کا نکاح ہونیوالا تھا۔ مگر مفتی فضل الرحمٰن صاحب کی وقتی غیر حاضری کیوجہ سے بعد نماز مغرب پانچسو روپیہ مہر پر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب سے ہوا۔ خود حضرت نے باوجود ضعف اور ممانعت کلام کے آپ ہی خطبہ نکاح پڑھا۔ یہ پہلا موقعہ تھا۔ اور خود حضرت نے فرمایا۔ کہ ساری عمر میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ میں بیٹھ کر خطبہ پڑھتا ہوں خطبہ ابتدا آپ نے کھڑے ہو کر کی۔ مگر ابھی چند الفاظ ہی فرمائے تھے۔ کہ ضعف نے کھڑے نہ رہنے دیا۔ اس لئے بیٹھ گئے۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد جوش تبلیغ سے اُٹھے اور قریبًا پون گھنٹہ تک کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ اور اسے ختم کیا۔

اس خطبہ میں آپ نے جو کچھ فرمایا۔ اس کا ایک نہایت ضروری حصہ میں اپنے الفاظ میں دوسرے دن تک

پہونچاتا ہوں۔

فرمایا۔ میں بیمار ہوں۔ اور طبّی طور پر مجھے بولنے کی ممانعت ہے۔ مگر میں نہیں جانتا کہ مجھے کس وقت موت آجاوے اسلئے میں اس حق کو جو میرے پاس ہے تمہیں پہونچانا ضروری سمجھتا ہوں۔ تاکہ میں اس کے ادا کے بوجھ سے سبکدوش ہو جاؤں۔

بیاہ کے معاملہ میں ایک بڑی غلطی ہو رہی ہے۔ اور مجھے افسوس ہے کہ یہ میرے گھر میں بھی ہوئی ہے۔ اسلئے کہ مجھے مشورہ نہیں کیا گیا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اس کے لئے ضروری امر یہ ہے کہ بہت استخارہ کئے جاویں اور خدا تعالےٰ سے مدد طلب کی جاوے۔ ہم انجام سے بیخبر ہوتے ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ تو عالم الغیب ہے۔ اسلئے اول خوب استخارہ کرو۔ اور خدا سے مدد چاہو۔ اور پھر اس کو یاد رکھو کہ کوئی نکاح بدوں ولی کے نہیں ہو سکتا۔ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ خود پوچھا ہے اور آپ نے اس کو سخت ناپسند فرمایا۔ کہ بدوں ولی کوئی نکاح کیا جاوے۔ میں نے خود ایک نکاح کرانا چاہا تھا۔ اور بعض علماء مثل مولوی نذیر حسین اور محمد حسین صاحب وغیرہ سے دریافت کیا۔ اور مجھے بعض نے اجازت دی۔ مگر میں ترساں تھا۔ آخر اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے اس مسئلہ کو حل کر دیا۔

میں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو رویا میں دیکھا۔ اور آپ نے مجھے بتا دیا۔ کہ بدوں ولی نکاح نہیں ہوتا اور آپ نے سخت ناپسندگی کا اظہار کیا۔ بلکہ یہاں تک مجھ پر ظاہر ہوا۔ کہ جو شخص ایسی جراٴت کرتا ہے۔ وہ نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک اور آپکی مونچھ مونڈ ڈالتا ہے۔ پس یہ بڑی خطرناک بات ہے اس کو خوب یاد رکھو کہ بدوں ولی نکاح کبھی نہ ہو۔

پھر ایک اور غلطی ہوتی ہے کہ نکاح کے معاملہ کو عورتوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ عورتوں کو ولی مت بناؤ۔ یہ مردوں کا کام ہے۔ قرآن مجید میں الرجال قوّامون علے النساء آیا ہے۔ اسلئے کبھی ایسی جراٴت نہ کرو جس سے قرآن مجید کی اس آیت کی ہتک لازم آوے۔ خدا سے ڈرو۔ اور توبہ کرو۔

میں پھر کہتا ہوں۔ عورتوں کو ولی نہ بناؤ۔ عورتوں کو ولی نہ بناؤ۔ عورتوں ولی نہ بناؤ۔ اس کے بعد آپنے حسب معمول عورتوں کے حقوق پر وعظ فرمایا۔ اور شادی کی خصوصیتوں کو جو اسلام نے رکھّی ہیں بیان کیا کہ:۔

محض تقویٰ کیلئے ہو

اور کوئی غرض شادی کی نہیں۔ یہ خطبہ آپ نے نہایت رقت اور جوش اور درد دل سے پڑھا۔

میں نے اس سے پہلے متعدد مرتبہ اس امر کے متعلق بحث کی ہے کہ رشتہ اور ناطوں کے معاملات کلیتہً حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ میں دیدینے چاہئیں اس لئے کہ آپ سے بڑھ کر کون ہمدرد اور سچا خیرخواہ ہوگا۔ اس خطبہ میں ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ خلیفہ بن کر مجھ پر بہت بڑا بوجھ پڑا ہے اگر خدا تعالےٰ ہی کا فضل نہ ہوتا اور اسکی غریب نوازی میری دستگیری نہ کرتی تو میں اس بوجھ کے اوٹھانیکے قابل نہ تھا۔ مگر اُسنے اپنے فضل سے مجھے قوت دی جسکا ایک بیٹا بیمار ہو اسکی حالت کا اندازہ مشکل ہوتا ہے پھر جس کے لاکھوں بیٹے ہوں اور مختلف حاجتوں اور بوجھوں سے ان کی حالت اس کے لئے درد کا باعث ہو۔ اندازہ ہی نہیں ہو سکتا کہ اسی کسقدر تکلیف ہوسکتی ہے۔ مگر

اللہ ہی کا فضل ہے جو میں دکھ کے باوجود غمگین نہیں رہتا ہوں

پس اس قسم کی ہمدردی کا احساس کرنیوالا دل پہلو میں رکھنے والا انسان دنیا کو خدا کے فضل کے بدوں میسر نہیں آتا اسلئے عاقبت اندیشی اور اپنی اولاد کی خیرخواہی اور اس کے اس بوجھ سے سبکدوشی اسی میں ہے کہ اس کے سپرد کریں۔ اور اگر اس ضرورت کی طرف توجہ نہ کی گئی تو آخر پچھتانا پڑے گا۔

ترجمۃ القرآن کا تیسواں پارہ

جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے ۲۹ واں پارہ شایع ہو گیا ہے اور اسکے خریداروں کے پاس وی پی بھیجا جا رہا ہے۔ اسکے ساتھ میں اس امر کو خدا کے فضل کی ستایش کرتا ہوا ظاہر کرتا ہوں کہ اسنے مجھے آخری اور تیسواں پارہ کا ترجمہ اور نوٹ لکھدینے کی توفیق عطا فرمائی تیسویں پارہ کے تفسیری نوٹ خدا تعالیٰ کے خاص فضل کا ایک نشان ہیں ان میں بڑے بڑے عالی مضامین آئے ہیں قرآن مجید کی قسموں کی حقیقت قیامت کا ثبوت۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن مجید کی حقانیت کے دلایل پر زور اور پر شوکت الفاظ میں لکھے گئے ہیں اور اسکے ساتھ مجھے اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے فضل سے موقعہ دیا کہ وہ ساتھ کا ساتھ چھپنا بھی شروع ہو گیا چنانچہ ۵۶ صفحہ تک اس نوٹ کے لکھنے کے وقت تک مطبع میں جا چکا ہے۔ یہ پارہ غالبًا ۱۰۰ صفحہ بڑے صفحوں پر ختم ہوگا اسکی کتابت اور طبع اور کاغذ سب بحمد اللہ عمدہ ہے۔ اسے دیکھ کر احباب از بس مسرور ہونگے یہ خدا تعالیٰ ہی کا فضل ہے کہ اسنے مجھے موقع دیا کہ میں قرآن مجید کے سارے ہے نو پاروں کی تفسیر شایع کرنے کے قابل ہو سکا۔ مجھے خدا تعالیٰ کے اس خاص فضل میں امتیاز پر ناز ہے اور میں ان مخلص دوستوں کے لئے خصوصًا دعا کرتا ہوں جنہوں نے اس کام کی اشاعت میں مجھے خصوصیت سے مدد دی ہے میں اللہ تعالیٰ کو فضل کی ہواؤں کو محسوس کرتا ہوں کہ اب یہ کام انشاء اللہ کسی روک کے بغیر ہوتا جائیگا۔ ہاں ایسے احباب کی ضرورت ہے جو اسکی سرپرستی کریں۔ ایک مہینے میں ایک روپیہ کا خرچ کوئی بڑی بات نہیں خصوصًا جبکہ وہ محض اشاعت قرآن کریم کیلئے ہو اور اگر ایک سو مخلص دوست اپنے ذمہ یہ کام لے لیں تو وہ ہر مہینے کم از کم دو سرپرست مہیا کرتے رہیں۔ تو بہت جلد یہ کام ہو سکیگا۔ بہرحال ابتک جو کچھ ہوا اور آئندہ بھی اسکے فضل سے ہوگا جو کچھ ہوگا۔ میرے دوستو! قرآن کریم کی اشاعت اور خدمت کیلئے اپنے مالوں میں بخل نکرو۔ اور اس گوہر نایاب کو ارادت اور اخلاص کے جواہرات سے لو اور اسکے خدام سے ملنے اللہ تعالیٰ سے اسکے فضل کی تائید کی دعا کرو۔ یقینًا یاد رکھو کہ قرآن کریم کے ترجمہ اور تفسیر کی اشاعت میں خرچ کیا ہوا مال ضایع نہ ہوگا

نہ بدل مال و ز راہش کسی مفلس نہ گردد۔ خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

اے خدا! اے صادقوں کے رہنما تو آپ اس کام میں میری تائید فرما کیونکہ تیری ہی تائید تمام مشکلات کی گرہ کشا ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اس اسباب میں تیرا فضل میری دستگیری کریگا۔

ایڈیٹر